رجسٹرڈ نمبر اے ۳۲۲۳

علمی، ادبی، اقتصادی، تاریخی، سیاسی، اردو عربی

ماہنامہ

قائد
مراد آباد

مدیر مسئول

سید محی الدین اختر اسلام

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا حکیم) انظار احمد فیل خانہ مراد آباد

قائد التحریر

سید محمد میاں

سالانہ سفید کاغذ گلیز عہ ۱۲/، سفید کاغذ رف عہ

ششماہی " " عہ " ۱۲ر

برقی پریس ساڈھے کمپنی مراد آباد

فی پرچہ ۳ر

نمونہ مفت

تاریخ القائد ۱۳۵۷ھ

قواعد وضوابط رسالہ

جریدہ خجستہ بنیاد ۱۳۵۷ھ

(۱) رسالہ کا نیا سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور قمری ماہ کی ۷ تاریخ تک رسالہ تیار ہو جاتا ہے - ۱۰ کو ڈاک خانہ میں پہنچا دیا جاتا ہے -

(۲) اندرون ہند قمری ماہ کی ۱۵ تک رسالہ نہ پہنچے تو فوراً مطلع فرمایا جائے -

(۳) قمری ماہ کی ۲۵ تاریخ کے بعد رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ہوگی تو رسالہ قیمت سے بھیجا جائیگا -

(۴) پتہ صاف اور خوشخط تحریر فرمایا جائے - اگر انگریزی کے پتہ کی ضرورت ہو تو اس سے بھی مطلع فرمایا جائے -

(۵) خط وکتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے - ورنہ دفتر جواب کا ذمہ دار نہ ہوگا -

(۷) مہذب اشتہارات شائع کئے جا سکتے ہیں - بشرطیکہ نصف اجرت پیشگی ادا فرمائی جائے -

(۸) مہذب اور مستند مضامین شائع کئے جا سکتے ہیں مگر مسلک کے مخالف مضامین پر سنجیدہ تبصرہ بھی کیا جائیگا

(۹) چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہئے -

(۱۰) ترسیل زر بنام مولانا حکیم انظار احمد صاحب مدیر انتظامی رسالہ قائد مرادآباد ہونی چاہئے -

(۱۱) ایجنسی کی شرائط خط وکتابت سے طے کی جائیں -

سُنئے جبتک مسلمانوں میں اگلی سی روح پیدا نہ ہوگی وہ اپنی کھوئی ہوئی متاع حاصل نہیں کر سکتے - قائد مسلمانوں میں وہی اقتدار بخش روح پھونکنا چاہتا ہے جس کے سبب دنیا پر مسلمان چھا گئے تھے - اس لئے قائد کی اشاعت کو لاکھوں کی تعداد تک پہنچانا ہے - لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے قائد کی توسیع اشاعت کے لئے ہر ماہ جدوجہد کرے کیا ہر خریدار اپنے احباب اور زیر اثر حضرات سے چند الفاظ جن کا قائد مستحق ہے نہیں کہہ سکتا - اور اس طرح ایک دو نئے خریدار بنا دینا کوئی بہت بڑا کام ہے - جناب کی صرف اتنی سی قربانی سے آج ہی قائد کی اشاعت دوگنی اور چوگنی ہو سکتی ہے اور یہ سلسلہ چلتے چلتے صرف ایک سال میں ایک لاکھ خریدار بنا سکتا ہے ہم اگر ۵۰ روپیہ ماہانہ کا ایجنٹ ملازم رکھیں تو ہرگز ہرگز یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا - اسلئے کہ رسالہ کے خریدار حضرات قائد کے مفید اور روح افزا مضامین پڑھ چکے ہیں اُنکے چند جملے اور ایجنٹ کی طویل تقریر برابر نہیں ہو سکتی - ہمیں جناب کی ذات سے قوی امید ہے کہ مذکورہ تجویز پر آج ہی سے عمل فرمائیں گے (مدیر)

معجز نما ترجمہ اور تفسیر

جس کو دور حاضرہ کے علما نے بالاتفاق بہتر اور سب سے زیادہ عام فہم قرار دیا ہے۔ سیدنا شیخ الہند اول حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس اللہ سرہٗ اسیر مالٹا کا ترجمہ ہے جسکے حاشیہ پر سورۂ بقرہ اور سورۂ نسا کی تفسیر حضرت موصوف کی جانب سے اور باقی تمام قرآن کی تفسیر حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند کی تحریر فرمودہ ہے۔ جو اپنی سلاست۔ سہولت دلچسپی اور استناد میں تمام مروجہ تفاسیر سے بہتر مانی گئی ہے۔ جس کو مدینہ پریس نے بار بار طبع کرایا اور ہاتھوں ہاتھ ہدیہ ہو گیا۔ اس مرتبہ عکسی بلاک کے ذریعہ نہایت آب و تاب سے طبع کرایا ہے

صرف ایک قرآن شریف خرید کر ——— آپ تین فائدے حاصل کیجئے

1. تلاوت کے لئے بہترین قرآن پاک جو نہایت صاف، دیدہ زیب، نظر فریب ہے۔
2. ترجمہ تحت اللفظ۔ مطالعہ کرتے رہیے اور عربی الفاظ کے نہایت عام فہم اور مستند معنی معلوم کرتے رہیے
3. حاشیہ پر تفسیر ملاحظہ فرمایئے اور تمام تفسیروں سے بے نیاز ہو جایئے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن پاک بیش بہا دولت ہے۔ اگر آپ اپنے پاس رکھیں تو بیش بہا خزانہ ہے لخت جگر کو جہیز میں دیں تو بہترین انعام ہے۔ کسی دوست کو ہدیہ دیں تو اعلیٰ تحفہ ہے۔

رعایتی ہدیہ ۲۰ ربیع الثانی تک مجلد … غیر مجلد … علاوہ محصول ڈاک

حمائل شریف عکسی مترجم

مذکورہ بالا ترجمہ اور حواشی اور مذکورہ بالا خوبیوں کے ساتھ حمائل شریف بھی طبع کرائی گئی ہے رعایتی ہدیہ ۲۰ ربیع الثانی تک مجلد قسم اول … قسم دوم … محصول ڈاک ہدیہ کے علاوہ ہوگا جسکی تفصیل یہ ہے: قرآن شریف مجلد … غیر مجلد … حمائل شریف مجلد … غیر مجلد ۲/

تفسیر بیان القرآن

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب کی مشہور تفسیر ہے اصل ہدیہ … رعایتی … علاوہ محصول ڈاک

اساسِ انقلاب یا مراقبۂ نماز

از:

مجاہد جلیل۔ غازی ملت۔ حضرت علامہ محمد بن عبداللہ انصاری عرف مولانا منصور انصاری مدظلہ مقیم کابل

یہ مبارک تصنیف اپنے موضوع پر سب سے پہلی تصنیف ہے

جس میں

علم عقائد کو سیاسی اصول پر ترتیب دیا گیا ہے۔ نماز کا روحانی فلسفہ۔ سورہ فاتحہ کی سیاسی تفسیر۔ سیاست۔ روحانیت اور اجتماعیت کا باہمی رابطہ۔ حکومت الٰہی کی بارگاہ میں حلف وفاداری۔ امن و سلامتی عالم کے لئے نماز کی معجزانہ تعلیم۔ تربیت اور عملی مشق۔

روحانی اور اخروی فلاح کیلئے کیمیا اثر بے نظیر تلقین و تفہیم

پاکباز اور سچے مومن کے فرائض منصبی۔ اور پھر صداقت　لائحہ عمل وغیرہ وغیرہ روح پرور۔ بصیرت افروز۔ سعادت آموز۔ فلاح بخش۔ بلند پایہ۔ مستند اور صحیح مضامین کا عجیب و غریب مجموعہ۔ طرز تحریر دلچسپ اور دلدوز۔ طرز استدلال نہایت قوی۔ شکوک و شبہات سے پاک اور بصیرت افروز۔ کتابت پاکیزہ۔ طباعت دیدہ زیب۔ سائز دلپسند صفحات ۱۹۲۔ قیمت صرف ۸ر۔ آٹھ نسخوں کے یکمشت خریدار کے لئے فی نسخہ ۶ر محصول ڈاک بذمہ خریدار

آنے والے



جس میں مندرجہ ذیل عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے

سائنس جدید اور تباہی عالم۔ اقتصادی مشکلات۔ بڑھتا ہوا افلاس یورپ کے پاس دولت کہاں سے آئی۔ عروج یورپ کا اثر اسلامی ممالک پر۔ یورپ اور مسلمانوں کی موجودہ حالت۔ کمیونزم۔ سوشلزم وغیرہ۔ اقتدار مسلم اور اشتراکیت۔ آزاد ہندوستان کی حیثیت آزادی ہند کے بعد علماء ہند اور ذوق انقلاب۔ ہم ہندوستان میں کیا چاہتے ہیں۔ ہندوستان سے افلاس کس طرح دور کیا جاسکتا ہے۔ کانگرس کے اساسی اصول ہندوستان کے مدبرین، سرکاری ملازمتیں اسمبلی کی نشستیں وغیرہ وغیرہ

قیمت صرف ۱ر علاوہ محصول کتب خانہ فخریہ امروہیہ گیٹ مرادآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرح چندہ
سالانہ - عمر
ششماہی - ۱۲؍

ماہنامہ قائد مراد آباد

ممالک غیر سے
سالانہ ۲ شلنگ

ترسیل زر کا پتہ
(مولانا حکیم) انظار احمد مدیر انتظامی فیلخانہ مراد آباد

جلد ۲ بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ ہجری نمبر ۴

فہرست مضامین

جامِ مقدس ﴿ باقیات صالحات

اُستاذ العلماء، "آیۃ من آیات اللہ" حضرت علامہ مولانا انور شاہ (صاحب) قدس اللہ سرہٗ کا غیر مطبوع کلام

مخدوم زادہ مولینا ازہر شاہ صاحب۔ خلف الرشید حجۃ اللہ فی الدہر استاذ العلما

علامہ انور شاہ (صاحب کشمیری)، کا بے پایاں شکریہ واجب ہے کہ آپنے رسالہ "قائد"

پر مخصوص عنایت فرماتے ہوئے حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز

کی ایک نظم ارسال فرمائی۔ بعد ہٗ تحریر فرماتے ہیں:

یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ والد صاحب اردو میں بالکل فکر نہیں فرماتے تھے۔ مگر نظم کے خط اور کاغذ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نعتیں زندگی کے ابتدائی دور کی ہیں۔ اردو نعت شاعرانہ حیثیت بلند نہ ہو۔ مگر اس حیثیت سے کہ ایک فارسی اور عربی میں لکھنے والا نغز گو اردو میں کہہ رہا ہے۔ یقیناً اشاعت کے قابل ہے:۔

نعت (فارسی)

اے آنکہ تو ممتاز ز تنظیر و نظیری ۔۔۔ باراں صفت و بحر سمت ابر مطیری

تو برزخ کبرائے و تجلی خدائی ۔۔۔ شان تو خطیر ست و در شان خطیری

تو مظہر کلی و تو مرآۃ وجودی ۔۔۔ حامی تو ئی و جملہ جہاں را تو ظہیری

تو مہبط انوار و تو مجلائے جمالی ۔۔۔ تو مصدر فیضی و ہمہ را تو نصیری

اجمال توئی جملہ جہاں ہر تو تفصیل ۔۔۔ اول توئی وار چہ بہ ترتیب اخیری

اے آنکہ توئی بہر تو ہمتا۔ و مبترا ۔۔۔ از وصمت مثلی و ز امکان نظیری

شان تو گرفتہ ست تلابیب شیوں را ۔۔۔ زاں مصدر افعال امیری و فقیری

جود و کرم و جود تو فائض بجہاں ست ۔۔۔ تو شافع امت ز صغیری و کبیری

محسن پئے اصحاب و اخلاء صمیمی ۔۔۔ مستاصل اعدا ز مبیری و مغیری

یعسوب رسل بلبل بستان تجمل ۔۔۔ طیب ز خمیری و مطیب ز ضمیری

در یوم تلاقی کہ رسد جاں بتراقی ۔۔۔ مابین خداوند و برایا تو سفیری

ممدوح خدائی و جہاں ہر تو مادح ۔۔۔ تو محرم اسرار الٰہی و خبیری

سنہ اے بلند تر از ہر ۔۔۔ واللہ اعلم علمہ اے از امکان و تو عی۔ واللہ اعلم

انور نتواند کہ مدیح تو سراید بو کز کرم این ماحضرش را بہ پذیری

اردو نعت کے چند اشعار

شاہ جانباز اگر ہمارا ہے کیا ہے غم جب کہ وہ سہارا ہے
خار میرا ہے گل اگر وہ ہے اُس کے بن لعل مثل خارا ہے
گر نہیں وہ تو کچھ نہیں میرا وہ اگر ہے تو میرا سارا ہے
وصف تیری زباں کی زینت ہے بزم کو اُس نے کیا سنوارا ہے
دونوں جگ میں ہے وہ باساقی جس کے اوپر تری مدارا ہے
اپنے در سے نہ کھیدا انور کو
حلقہ درگوش جب تمہارا ہی

کاغذ کی بوسیدگی کے باعث باقی اشعار پڑھے نہیں جا سکے (ادارہ)

مولانا منصور انصاری

حضرت مولانا کا کسی قدر تعارف پہلے نمبر میں کیا جا چکا ہے۔ آپکی خدمات جلیلہ کا مختصر تذکرہ اس مرتبہ ہدیہ ناظرین ہے۔ مولانائے محترم ۱۹۱۴ء سے جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ پر رولٹ کمیٹی کی رپورٹ کے مصنفین نے یہ الزام لگایا تھا کہ آپ غالب پاشا گورنر حجاز کے ریشمی خطوط کی سازش کے ہیرو تھے اور ہندوستان کے مذہبی مجنونوں کی انقلابی تحریک کی رہنمائی کرنے کے لئے افغانستان اور سرحد آزاد کے قبائل تک پہنچے تھے حکومت برطانیہ آپکو گرفتار کرکے سخت تدابیر اختیار کرنا چاہتی تھی مگر آپ گرفتار نہ ہو سکے۔ بلکہ تمام سرکاری انتظامات اور پولیس سے بچکر افغانستان پہنچ گئے۔ مگر اس طرف حضرت شیخ الہند اور ان کے موجودہ جانشیں مولانا مدنی اور سیاسی رفقاء گرفتار کرکے مالٹا میں نظر بند کر دئے گئے۔

مولانا منصور انصاری عرصہ تک حضرت شیخ الہند کے دست راست (مولانا عبید اللہ سندھی) کے ساتھ رہے۔ مگر بعد میں دونوں کی لائنیں الگ الگ ہو گئیں۔ علامہ سندھی ماسکو اور ترکی ہوتے ہوئے حجاز پہنچ گئے اور آپ ابتک افغانستان میں مقیم ہیں۔ اور اسلامی اور اجتماعی خدمات انجام دے رہے ہیں اگرچہ آپکی واپسی کی تحریک ذرا تاخیر سے شروع ہوئی ہے مگر امید کی جاتی ہے کہ حکومت یو۔پی کی سرگرم

کوششیں کامیاب ہوں گی۔ اور حکومت ہند آپ کی واپسی میں مزاحم نہ ہوگی۔

مجاہد جلیل کی تاریخی خدمات

(۱) جمعیۃ الانصار دیوبند کے نائب ناظم مقرر ہوئے (۲) مدرسہ عالیہ دیوبند کو دارالعلوم دیوبند بنانے میں سرگرم حصہ لیا۔ (۳) دارالعلوم معینیہ اجمیر میں صدر مدرس مقرر ہوئے (۴) حضرت شیخ الہند کی رفاقت میں حجاز کا سفر کیا۔ اور حضرت کی شوریٰ کے رکن اعلیٰ رہے (۵) ۱۹۱۴ء میں افغانستان کی طرف ہجرت کی۔ اور آزاد قبائل کو ایک تعلیمی اسکیم کے ذریعہ سے بیدار کرنے اور ایک وفاق پر جمع کرنے کی کوشش کی (۶) بخارا کے انقلاب میں اسلامی رجحانات کے مطابق حصہ لیا۔ اور انور پاشا کی تحریک کو قوت پہنچائی۔ (۷) افغانستان کی پہلی خفیہ سفارت فوق العادت متعینہ ترکیہ میں وزیر مختار مقرر کئے گئے اور اپنے رفیق سفارت سردار محمد گل موجودہ وزیر داخلہ افغانستان کے ہمراہ روسی حدود میں گرفتار ہوئے (۸) تین ماہ سویٹ روس کی قید میں رہے۔ اور بمشکل جان کو بچا سکے جیل سے رہا ہو کر ماسکو گئے جہاں پرزور استقبال ہوا۔ اور افغانی سفارت فوق العادت متعینہ ماسکو میں مشیر کی حیثیت سے شریک رہے۔ اس سفارت کے سکریٹری افغانستان کے مشہور وزیر خارجہ علامہ سردار فیض محمد خاں تھے (۹) جنگ عظیم کے بعد نوجوان ترکوں کی حکومت کے صدر مقام انگورہ بھیجے گئے۔ اور افغانستان کی سفارت میں رکن اعلیٰ مقرر کئے گئے (۱۰) سمرنا کی فتح کے وقت افغانستان کے وزیر مختار کی حیثیت سے جشن فتح منعقدہ انگورہ میں سرکاری طور پر تقریر کی۔ (۱۱) انگورہ سے واپس ہو کر افغانستان اور ترکی کے درمیان گرپر (شاہی قاصد) کے عہدے پر مقرر ہوئے۔ اور وزارت خارجہ کے شعبۂ مشرقی کے ماتحت سیاسی خدمات انجام دیتے رہے۔ (۱۲) آج کل گوشہ نشیں ہیں اور اسلامی اجتماعیات کی تحقیق میں علمی اسلوب پر مصروف ہیں۔ اکثر اوقات قرآن حکیم کے درس اور طلبہ کی اجتماعی تربیت پر صرف ہوتا ہے۔ آپ ایک صلاحیت مند قوم اور ایک ترقی پسند حکومت کے مہمان ہیں اور اپنی زندگی کے دور ضعیفی کو اپنے وطن میں جدید حالات کے مطابق بسر کرنا چاہتے ہیں۔

اساس انقلاب یا ھماقبہ نماز آپ ہی کے فکر عالی کا نتیجہ ہے۔ صفحہ ۲ پر اس کتاب کا مفصل اشتہار ملاحظہ فرمایئے۔

تاخیر کا سبب ۔ قائد کی اشاعت میں اس وجہ سے تاخیر ہوگئی اس کے کارکن جمعیۃ علما کے بھی ذمہ دار ارکان ہیں۔ اور جمعیۃ علماء کے عظیم الشان اجلاس مرادآباد کی انتظامی مصروفتیں اس درجہ رہیں کہ عزیز قائد کی طرف

سُبحان اللہ عمّا یُشرکون

امامۃ اُمّۃ
کا
دستورِ اساسی

(جسکو)

حضرت علامہ غازی

ابوالحامد محمد بن عبداللہ انصاری (الذی یقال لہ منصور عفا عنہ) ہندی، افغانی، سرحدی نے

بغرض استفتاء مرتب کیا

اور

ابن احمد محامد انصاری ابوایوبی عفی عنہ نے بغرض اشاعت در رسالہ "قائد" مراد آباد نقل کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عذریہ

علماء امت و فضلاء ملت کی حضور میں!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ! معلوم عالی ہو کہ: آجکل کے اجتماعیون کامل اتفاق کیساتھ پر زور اعلان کر رہے ہیں کہ "دین کو سیاست (اجتماعیات) سے کوئی علاقہ نہیں" اور ادیان باطلہ و مذاہب منسوخہ کے معتقدوں کی دیکھا دیکھی دین برحق کے حامل (مسلمان) بھی اُنکی اس گمراہ کن دعوت پر لبیک کہہ چکے ہیں۔

آج مسلمانوں کے مشہور ترین فرزند علانیہ اسلام سے بیزاری کا اشتہار دے رہی ہیں۔ اُنکی بڑی چھوٹی قومیں بے دینی کے عَلم کے گرد جمع ہوتی جا رہی ہیں۔ اُن کی نئی پرانی دولتیں اسلامی اصول و قوانین کو آتشیں اسلحہ کے زور سے اپنے محروسہ سے نکالنے پر تلی ہوئی نظر آتی ہیں۔

عالم اسلام برابر گرتا چلا جا رہا ہے۔ اُس کے سنبھالنے کی ہماری تمام مساعی صدہا سال سے

محرومی کا شکار ہوتی چلی آرہی ہیں۔ جس سے اسلام کے جلد مٹ جانے کا اندیشہ واقعیت پیدا کرکے دردمندان اسلام کو ماہی بے آب بنا رہا ہے۔ یہاں طبعی طور پر سوال ہوتا ہے کہ:

ان خرابیوں کے اسباب کیا ہیں؟ اور ان کے انسداد کی کونسی صورت ہوسکتی ہے؟

و نیز آجکل ہمارے علماء و فضلاء "غالباً بعض مسلمان سلاطین کی رعایت سے اور بعض یورپ کی تقلید سے دو گروہ بن چکے ہیں، ایک دعوی کرتا ہے کہ اسلامی نظام حکومت خالص شخصیت ہے" اور دوسرا کہتا ہے "ہرگز نہیں، وہ قطعاً جمہوریت ہے"

یہاں بھی دل یہی چاہتا ہے کہ معلوم کرے "کہ آخر وہ ہے کیا؟"

یہ مختلف سوالات ہیں جنہوں نے کئی سال ہوئے میرے دل میں ان کے جوابات کے طور پر

امامت امت کے دستور اساسی کی تدوین کی تحریک پیدا کی۔

عالم اسلام کے روز افزوں تنزل کی نسبت میری رائے ہے کہ اُس کا یگانہ سبب یہی کہ: خلافت راشدہ کے بعد اُسنے اُس منزل میں اللہ "حقیقی شاہنشاہی" کی طرف قطعاً رخ نہیں کیا جس کی حکومت چلانے کے لئے وہ منتخب ہوا تھا۔ اور جو اُس کی ترقیات مادی اور معنوی کی کفیل تھی۔ عصر خلافت کے بعد آنیوالے مسلمان بادشاہ اپنے اجتماعی عقیدہ میں فرعون موسیٰؑ سے ہرگز کم نہ تھے۔ تصریحات اسلامیہ کے علی الرغم خدائے ملک قدوس کو "پادشاہی عالم" سے برطرف کرکے وہ کائنات میں اپنی ملکیت، مالکیت، ملوکیت کے دعاوی کی بنا پر تصرفات کرتے رہے ہیں۔ اُن کا دعوئے اسلام محض انفرادی حیثیت رکھتا تھا۔ اسلامی اجتماعی اصولوں سے وہ کوسوں دور بھاگتے تھے۔

ہاں ضرور مسلمانوں نے خلافت کے بعد بھی ترقی کی ہے مگر وہ ہرگز اُس وقت کی حکومتوں کے اصول کی صحت کی مرہون منت نہ تھی۔ بلکہ بعض شاہان عضوض کے بخت و اقبال اور عزم و کمال کا اثر تھا جو کسی کسی عہد میں ظاہر ہو کر رہگیا اور عالم اسلام اصولی غلطی کے عذاب میں جوں کا توں پھنسا رہا۔ اس لئے اس عذاب سے نکلنے کی صورت اس کے سوا ہو بھی کیا سکتی ہے کہ فراموش شدہ صحیح اصول کو دریافت کرکے اُن پر عمل پیرا ہو نیکی صورت نکلنے کا انتظار کیا جائے۔

قاہر بادشاہوں کے نامبارک تسلط نے مسلمانوں پر سب سے بڑی یہ مصیبت ڈالی تھی کہ اہل علم کو اجتماعیات اسلامی میں غور و تفکر سے روک کر ہمارے علمی خزانوں کو اس نعمت عظمیٰ کی تحقیق کی دولت بلکہ اُسکے سادے مسودے کے اوراق تک سے محروم بنا چھوڑا۔ چنانچہ آج ہمارے یہاں "جبکہ نہایت معمولی معمولی مسائل تک پر انبار کے انبار موجود ہیں" اگر چراغ لیکر ڈھونڈے سے

نہیں ملتی تو روح عالم (دستور امامت) کے متعلق کوئی تحقیق کوئی مکمل کتاب۔

پادشاہوں کی اس علمی بدبختی نے عصر سعادت کے تھوڑے دنوں بعد مسلمانان عالم کو نحوست کے ڈھال کی طرف دھکیل دیا تھا۔ جس سے وہ آج تک برابر پستی کی طرف گرے چلے جارہے ہیں اور اجتماعیات کے علمی افلاس کے باعث وہ ابتک اس قابل نہو سکے کہ:

ایک بار گرنے کے بعد پھر ابھرنیکا نام نے سکتے:

الحمد للہ آج اُن کی وہ منحوس سطوتیں اجتماعی تحقیقات کی راہ میں حائل نہیں رہیں، اور اس علمی افلاس کے داغ سے تو دماغ کے دامن کو دھو ڈالا جائے۔

مسلمانوں کی خوش بختی ہے کہ اُن کے دینی اصول (کتاب وسنت) اُن کے ہاتھ میں اصلی رنگ اور کمال صحت کی حالت میں موجود ہیں۔ اس لئے اُن کو صرف استنباط اور استخراج کی زحمت کرنی پڑے گی۔ جس کے اصول بھی علمائے اعلام کی عرقریزیوں کی بدولت اُن کے پاس محفوظ ہیں۔ ثم الحمد للہ۔

علاوہ ازیں

غیر دنیا نے اگرچہ اجتماعی پہلو سے بڑی ترقی کی ہے۔ مگر چونکہ اس پر بھی وہ اجتماعی آبحیات تک نہیں پہنچ سکے۔ اس لئے اُن کے دلوں میں اُس کی طلب کا بحران اسی طرح ترقی پر ہے۔ آج بھی یورپ اور امریکہ کی مترقی، ہوشمند اور حق طلب اقوام اسی طرح اجتماعیات کے میدان میں سرگرم طلب دیکھی جارہی ہیں جس طرح کہ روز اول تھیں۔

اگرچہ وہ شخصیت سے درجہ بدرجہ مشروطیت اور جمہوریت کے بام رفعت پر ترقی کرچکی ہیں مگر انکی تشنگی کا وہی حال ہے اور وہ محسوس کرتی ہیں کہ اُنکی اجتماعی پونجی کھوٹی ہے اُن کو حقیقت کی تلاش میں اس سے بھی اوپر پرواز کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر ہم اس زریں موقع پر علمی آزادی سے استفادہ کرکے امامت (امارت) کے دستور اساسی کو کتاب وسنت سے استخراج کرکے اجتماعیات عصریہ کے اصول پر نمبروار مدون کریں اور دنیا کے دوسرے اجتماعیون کی طرح اُس کی تحقیق وتدوین میں مصروف ہوکر اُس کو "اچھی تشریحات اور اصطلاحات عصریہ میں تفسیر کے ساتھ" محققین اجتماعیہ اور اُمم مترقیہ کے ہاتھوں تک پہنچادیں تو کچھ بعید نہیں کہ: یورپ، امریکہ، ایشیا کی کوئی نہ کوئی حق طلب اور صالح جماعت اُس کے اندر عالم کے بحران اجتماعی سے نجات کا راز پالے۔ اور اُس کی تبلیغ وحفاظت وحمایت کی علمبردار بن جائے۔ اور اس طرح پھر دنیا اس کی لازوال برکات سے سعادت اندوز ہو سکے۔

رنیز مسلمانوں کی مشہور فرزندوں، مختلف قوموں اور نام نہاد دولتوں کی موجودہ مجنونانہ حرکات کا باعث بھی بیشتر یہی دیکھا جاتا ہے کہ اُن کے سامنے ان شفا بخش اجتماعیات اسلامی کا جدید طرز پر مدون مجموعہ موجود نہیں۔ وہ اپنی عمیق جہالت کی وجہ سے ملوکیت عضوضہ کو اسلامی طرز جہانبانی تصور کرتے اور اُس پر یورپ کی اجتماعیات کو فائق دیکھ کر کفر کا شکار ہو رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی درگاہ سے مجھے امید ہے کہ امامت امۃ کے مجوزہ دستور اساسی کی تدوین ان مجانین امت کے لیئے بھی نسخہ شفا ثابت ہوگی۔

یہ دو سرے خیالات ہیں جنہوں نے گذشتہ خیال کی مزید تائید کرکے اس مجہول الحال ننگ اسلام کو کامل بے سروسامانی اور بے علمی کی حالت میں

تدوین دستور امامۃ

جیسے عظیم الشان فریضہ کی طرف متوجہ کیا۔ جس کو آج اول بار استفتاء کے لیئے علماء امت کی حضور میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔ لک الحمد یا موفق!

میں پوری طرح محسوس کرتا ہوں کہ: ایسے مہتم بالشان مسائل میں اس ہیچمداں کا دخل در معقولات انتہائی جسارت ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ عالم علم کی اس طرف سے کامل بے توجہی دیکھتے ہوئے اس کے بیحد ضرورت کے احساس نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ اب میرے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں رہا کہ اپنی اس ناقابل معافی بلند پروازی پر عند الضرورات تبیح المحظورات کا پرانہ پردہ ڈالدوں۔

میری غرض "اس استفتائیہ عرض سے" صرف اس قدر ہے کہ ہمارے علماء دین 'جو اجتماعیات سے اس طرح دور پھینکے گئے ہیں جیسے دودھ سے مکھی" پھر اجتماعی تحقیقات کے میدان میں پوری ہمت کامل جوش وخروش سے داخل ہو کر کتاب وسنت کے انوار سے تازہ اجتماعی شمع افروزیاں کریں۔ ورنہ اُن کی روشنی نہ صرف اپنے تاریکخانہ کو بلکہ دنیائے ترقی طلب کے نیم روشن کاشانوں کو بھی غیرت نصف النہار بنادیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

اخیر میں اس سوال کے جواب میں" کہ: نظام اسلامی جمہوریت ہے یا شخصیت؟ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرا ارادہ ہے کہ دستور اساسی امامت کی ایک شرح لکھوں۔ اس سوال کا مفصل جواب تو اس میں عرض کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہاں صرف امامت کی ایک فضیلت کی

کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

میری رائے ہے کہ اسلام میں شخصیت مروجہ تو ہرگز نہیں (جیسا کہ دستور اساسی کی دفعات سے ظاہر ہوتا ہے) ہاں: نظامات مروجۂ عالم میں سے مشروطیت نے امامت کی شمع ہدایت سے نور حاصل کر کے فرعون صفت سلاطین کے استیلا کی سخت گرفت کو ایک خاص حد تک سست کیا ہے۔ اور جمہوریت نے شخصی استیلا کی بیخ کنی کر کے (امام کے انتخاب کی تقلید سے بھی) اپنے صدر کے انتخاب کی نعمت غیر مترقبہ حاصل کی ہے۔

اور اشتراکیت نے اسلامی دستور کی اس برکت کا اقرار بھی کیا ہے کہ:

عالم انسانیت میں کسی جماعت، کسی فرد کو اُس کے وطن اُس کی نژاد کے اعتبار سے تفوق حاصل ہونے کا قانون بالکل غلط ہے بلکہ صحیح علم درست عمل (کسی مسلک کا پابند ہونا) برتری کا باعث ہو سکتا ہے۔

مگر آج تک یہ تمام مترقی اجتماعی دستور "امامت" کی اصلی روح (مخلوق کی حکومت مخلوق پر سے بدور کر کے اس کی جگہ خالق کی فطری حکومت قائم کرنے سے محروم ہیں۔ حالانکہ صدیاں گذر چکیں کہ اسلام اس اجتماع کی روح رواں کی تبلیغ سے فارغ ہو چکا ہے۔

اشتراکیت یورپ کا جدید العہد اور مکمل ترین اجتماع تھی لیکن ملکیت مجازیہ اور پرشرف روابط ازدواج کے انکار کے ساتھ عقیدہ دہریت کی پرستاری اُس کے اس قدر نامعقول اور خلاف فطرت اصول اور انسانیت سوز و ناہتین ہیں جس سے وہ ہرگز بشریت کے لئے موزوں نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اُس کے موجبات ترقی بننے کا امکان ہی ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

"یہ اور "دستور امامت امۃ" میرے خیالات ہیں جن کی نسبت میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ وہ کہاں تک صحیح ہیں؟

امید ہے کہ محققین روشنضمیر میرے خیالات کی اصلاح اور تصویب فرما کر جزاء دارین حاصل فرمائیں گے۔ فقط السائل

عبد المذنب ابو الحامد محمد بن عبد اللہ انصاری عرف منصور عفاعنہ ہندی افغانی

۱۰ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ

امامۃ امۃ

کا

دستور اساسی

جس کو

منصور انصاری عفا اللہ عنہ نے بغرضِ استفتاء مدون کر کے تقدیم کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت
وھو علی کل شیٔ قدیر و الصلوۃ و السلام علی بشیر و نذیر
محمد خیر خلقہ و علی خلفائہ و آلہ و صحبہ :-

(۱) باب التقنین

پادشاہ ــــ قانون ــــ زبان ــــ حدود سلطنت

پادشاہ | ۱ :- پادشاہت (تحدید تصرفاتِ انسان ۔ تعیین حقوق البین ۔ تصویر مراسم عبدیت یعنی تبعیت الٰہی) خالق تعالےٰ شانہ کا خاص حق ہے

لَمْ یَکُنْ لَہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ ۔ اَلَا لَہُ الْحُکْمُ : مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ الآیات فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ الآیہ

قانون | ۲ :- خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکام خدائی کا مجموعہ قانون ہے۔

ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا الآیہ

۳ :- صرف خدا بادشاہ اپنے تصرفات (قانون سازی) میں غیر مسئول ہے۔

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ الآیۃ

زبان | ۴ :- قانون الٰہی کی رسمی لسان عربی ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا الآیہ

حدود سلطنت | ۵ :- سلطنت الٰہی کی (از روئے حقوق) کوئی حد مقرر نہیں ہوسکتی

خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیات

[illegible]

(۲) بابُ التنفیذ

امۃ وسطہ — اولو الامر — امام — دار الاسلام — رسمی زبان — دار السلام

اسلامی بادشاہ و مرکزی حکم و سلطنت "یعنی خالق تعالیٰ شانہ" فوق الطبیعہ اور امامت سے اوپر کے درجہ کی حقیقت حقہ ہے۔ امامت کی حد صرف تنفیذ (یعنی رب ودود کے شاہانہ احکام کے اجراء) سے شروع ہوتی ہے اور تقنین کے دامن تک اُس کے ہاتھ کی رسائی نہیں کہ وہ دنیا کے خالق اور رب العالمین کی صفت ملکیت کا خاص حق ہے جو کسی مخلوق، محتاج پرورش کو نہیں دیا جاسکتا بلکہ اس کی شرکت اُس میں گوارا نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ تقنین ہی اصلی حکم اور بادشاہی ہے۔

باقی تنفیذ اور اجراء احکام ایک مطیعانہ حرکت اور خدمتگاری بلکہ عبدیت ہے جسے جامعہ تنفیذیہ (قوت اجرائیہ) قوت مقننہ (حاکمہ) کے ہاتھ تلے ادا کیا کرتی ہے۔

قوت مقننہ کی مرضیات کا بے چون وچراء اور بدون رد و بدل اجراء کرنا اور بغیر ادنیٰ تامل کے اس پر عمل پیرا ہونا حاملین تنفیذ کا حقیقی وظیفہ ہے۔

اس لئے امامت کو ہم نظام حکومت کا لقب نہیں دے سکتے بلکہ وہ تنظیم محکومیت و عبدیت ہے۔ جو اپنی حدود میں حاکم نہیں رکھتی۔ اور اُس میں اول سے لیکر آخر تک سب مساوی الحقوق بندے ہی ہوتے ہیں۔

امامت (خالق تعالیٰ کے حکم کے اجراء پر مامور جماعت ہے) جس کے اجزا یہ ہیں:۔

۱ — مرکز عالم = امۃ وسطہ ، ۳ — صدر جامعہ = امام

۲ — مرکز امامت = جامعہ اولو الامر ، ۴ — ممالک محروسہ = دار الاسلام

۵ — مرکز ممالک (دار السلطنت) = دار السلام

امۃ وسطہ | ۶:- قانون الٰہی صداقتمندانہ تعمیل اور تنفیذ کا بار اُٹھانے والی منظم جماعت "امت وسطیٰ" جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ الآیۃ

اولو الامر | ۷:- امۃ کے اندر" جامعہ تنفیذیہ (قوت اجرائیہ) اہل حل و عقد (وکلاء امت) ہیں) جن کا لقب اولو الامر ہے واولی الامر منکم الآیہ

امام

۸:۔ الوالامر کا امیر (صدر) امام[ع] ہے

۹:۔ امام عام امت کا ایک فرد ہے جسے الوالامر نے اپنی آزادی سے اوصاف ذیل میں بہترین امت ہونیکی وجہ سے (صدارت تنفیذ کے لیئے) انتخاب کیا ہو۔

اسلام۔ عقل[تدبیر] ۔ علم[اجتہاد] ۔ عدالت ۔ شجاعت۔ قدرت و مہارت ادارہ۔ پابندی[التقی ۱۲]

(بشرط حاجت زمانہ یا افرترین مسلمان قوم کا فرد ہونا "عورت اور نابالغ امام نہیں بنایا جاسکتا"

۱۰:۔ (صدیق صفت) امام کا مختار کردہ ولیعہد (بشرطیکہ محض امتہ کے منافع کی رعایت سے مختار[الائمہ من قریش ۱۲] نہ نسبی یا قومی یا مسلکی لحاظ سے) اگر "جماعت الوالامر (آزادانہ حق پرستانہ) قبول کرلے امام بنجاتا ہے۔

۱۱:۔ امام دنیا میں حقیقی مساوات اور صحیح عدالت (تنفیذ، تبلیغ، حفظ، توسیع، قوانین الٰہی "اسلام) کے قائم کرنے کے لیئے امتہ کا وکیل ہے اور دنیا میں اُس کے سامنے مسئول ہے۔

۱۲:۔ امام رسول علیہ السلام کا قائم مقام (رسول علیہ السلام کے رنگ پر امت کی خدمت اور بشریت کی رہنمائی کے لیئے مامور خداوندی اور اُس کے رسول کا جانشین) ہے۔ اور دربار خداوندی میں (وظیفہ امامت کی حیثیت سے بھی) مسئول ہے۔

۱۳:۔ امام تنفیذ احکام خدائی کی صورت کے تعیین میں (امت کے حالات اور افکار کی رعایت) جامعہ الوالامر سے مشورہ لینے پر مامور ہے۔

شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ　وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ

۱۴:۔ مختلف فیہ مسائل میں امام کا فیصلہ ایک جانب کو (کامل امت کیلیئے) واجب العمل بنادیتا ہے

أَطِيعُوا الرَّسُولَ　فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

۱۵:۔ امام تمام فیصلہ جات (قواعد تنفیذ، معاہدات۔ صلح۔ جنگ وغیرہ) کے اعلان کیلیئے اولوالامر کی زبان ہے۔

۱۶:۔ امام (نالائق یا ضعیف۔ یا۔ خائن۔ یا منافق) کو جامعہ الوالامر (امت کی بہتری کی رعایت کرتے ہوئے) معزول کرسکتا ہے۔

۱۷:۔ خود امام (شخصی یا اجتماعی مصالح کی بنا پر) اپنا استعفا الوالامر کی جناب میں تقدیم کرسکتا ہے۔

ع۔ امیر المومنین۔ خلیفہ کی اصطلاحات بھی رائج ہیں ۱۲ منصور عفاعنہ

دارالاسلام ۱۸:- امامت کا حلقۂ تنفیذ (حدود محروسہ) دارالاسلام ہے۔

۱۹:- دارالاسلام کی حدود (محروسہ) معین ہوں گی۔

رسمی زبان ۲۰:- دارالاسلام کی رسمی زبان عربی ہے۔

دارالسلام ۲۱:- دارالاسلام کا مرکز تنفیذ (دارالسلطنۃ) دارالسلام ہے۔

(۳) بابُ الحقوق

حقوق عامہ — حق مسلمین — حق غیر مسلمین — روابط با اغیار — معاہدات

حقوق عمومی ۲۲:- مساوات کاملہ "شخص - رائے - علم - فن - تجارت - صنعت کی انسانی آزادی، حقوق ملکیت و اجرت شخصی، روابط زوجیت، ناموس کا کامل احترام - وظیفہ شناسی - خدمات انسانیہ - حسن معاملہ - شرافت نفس - لطافت کی قدر افزائی - اور ذی ارواح و غیر ذی روح مخلوق پر مرحمت - ناقابل تغیر اصول اساسی ہیں۔

۲۳- صاحب نصاب مالدار کے (اندوختہ میں (دارالاسلام) کے فقراء اور مساکین اور قرضداروں وغیرہ کا حق ہے۔

۲۴:- مالی حاجت روائی پسندیدہ ہے (اس پر معاوضہ (سود) نہیں لیا جا سکتا)

مسلمین ۲۵:- امت کے تمام افراد ارکان امت ہیں اور مساوی الحق بھائی۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ الآیۃ

۲۶:- مسلمان مرد عورت دامن چولی اور فطرتاً مختلف النوع مخلوق ہیں۔

ھن لباس لکم الرجال قوامون علی النساء الآیات

غیر مسلمین ۲۷:- نامسلم (افراد، اقوام دول) امامت کی تبعیت سے حقوقاً افراد امت کے مساوی ہیں - جن کی جانی - مالی - ناموسی - ملکی - صیانت امامت کے ذمہ ہے - وہ خدمات حفظ خود اور تنفیذ سے آزاد ہیں۔

۲۸:- غیر مسلم اقوام کے "افراد" اور نامسلم دول کے "تبعہ مستامن قبول ہو سکتے ہیں
مسلم نامسلم ۱۲؟

روابط غیر ۲۹:- غیر مسلم اقوام و دول کو سفراء روانہ کئے جا سکتے ہیں۔

۳۰:- غیر مسلم اقوام کے سفراء کامل احترام کے ساتھ قبول ہو سکتے ہیں۔

معاہدات ۳۱:- نامسلم قوتوں اقوام (دول) سے معاہدے (حربی۔ تجارتی۔ مؤقتی وغیر مؤقتی کئے جا سکتے ہیں۔

۳۲:- معاہدہ کی سخت پابندی ہے

ان العھد کان مسئولا الآیہ

۹

بَیِّنُوا تُوجَرُوا

سائل محمد بن عبداللہ الانصاری الذی یقال لہ، منصور عفا عنہ

ہندی- افغانی

۱۴ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ ہجری

بسلسلہ سابق

سورۂ فاتحہ کی سیاسی تفسیر

جستجوئے مرکز مدنیت انسانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیدہ میشود کہ: بشر اشرف سرافسر مدنی الطبع کل کائنات است و قابل است کہ: ہمہ انواع بلند وپست عالم را بدور خود گرد آوردہ بارادت سنیہ ومرضیات فائقہ واحکامات ناقابل مقابلہ خویش مطیع ومنقاد بسازد وشرف ومرکزیت خود را بصورت عمومی قبولانیدہ ہر کدامی را در جہاد خدمت وبار برداری خویش وقف بنماید۔

مگر ایں ہم دیدہ میشود کہ: چنانکہ سرافسری وحکومت انسان در تمام کائنات بدون مقابلہ مقبول وبلا انکار جاری است ہمچنان در حلقہ بشریت اشرف منفور عام وناقابل اجرا بودہ در تنظیم جامعۂ انسانی فائدۂ وامدادی نمی رساند۔

مدنیت انسانی کے مرکز کی تلاش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیکھا جاتا ہے کہ بشر اشرف تمام مدنی الطبع کائنات کا افسر اعلیٰ ہے۔ اس کو حق ہے کہ سارے عالم کی بلند وپست انواع کو اپنے گرداگرد جمع کرکے اپنے دل کی خواہش اپنے فائق مرضیات۔ اور اپنے ناقابل مقابلہ احکام کا مطیع اور فرمانبردار بنائے۔

اور اپنے شرف اور اپنی مرکزیت کو عام طور پر ہر ایک سے قبول کرا کر اپنی خدمت اور بار برداری کے جہاد کیلئے اسکو وقف[ع] کردے۔ مگر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ انسان کی افسری اور حکومت جیسے تمام کائنات میں بلا مقابلہ مقبول اور بلا انکار جاری ہو جاتی ہے۔ اس طرح بشریت اشرف کے حلقہ میں مستحق ملامت ونفرت اور غیر قابل اجرا ہوتی ہے اور جامعہ انسانیت کی تنظیم میں کوئی فائدہ اور امداد نہیں

ع چنانچہ گائے بیل جملہ حیوانات حتی کہ جنگل تمام جانوروں۔ خود جنگلات پر نیز پہاڑ، سمندر، ہوا، آگ، لوہا، سونا چاندی ان سب چیزوں پر اسکو حکومت ہے جس چیز کو چاہے جس طرح چاہے استعمال میں لائے مگر صرف یہ نہ دیکھ

چہ: نوع بس عالی لبشر" مانند انواع سافلہ کائنات" افسری کدام شخص یا کدام جماعت یا تفوق یک قوم خویش را برسر خود بدرجۂ حاکمیت (فرا نداز ندیدہ بر دعوت تبعیت آں گوش نمی نہد و بر تلقین فلسفہ خدمت و اطاعتش قناعت نورزیدہ ازاں اعلان نفرت و بیزاری میفرماید بلکہ: بطلان دعوی ہائے علو و تفرعن انرا بنوک شمشیر فولادی جامعہ خود بر صفحات روزگار ثبت می نماید۔

چوں چنین است پس ماغیر ازیں چارۂ نداریم کہ: ازیں دو شاہ راہای صاف و روشن یکے را انتخاب کردہ اختیار بنمائیم۔یعنی:

اول یا شرف اشرف را بالکل لاقید و غیر منظم بگذاریم

دوم۔ویا برایش مرکز حاکمہ را خارج از حلقہ کائنات و بالا بر مرتبہ اشرف المخلوقات بیدا کردہ بزیر فرامینش بشریت را تنظیم بنمائیم۔

چوں بشریت فرد نیست بلکہ جامعہ است و جامعہ ہم مدنی الطبع پس انرا لاقید و بے نظام گذاشتن ہرگز مناسب و قابل قبول شدہ نمی تواند۔

وجہ یہ ہے کہ انسان جو بلند ترین نوع ہے۔یہ نہیں دیکھ سکتا کہ کائنات کی دوسری پست انواع کی طرح کوئی شخص یا کوئی جماعت اُس کی افسر ہو۔یا کوئی قوم جو اُس کی ہم جنس اور ہم نوع ہو اُس کے سر پر حاکمیت کے درجہ کی اثر انداز ہو۔چنانچہ وہ کسی انسان کی فرمانبرداری کی دعوت پر کان نہیں دھرتا۔اور اُس کی اطاعت و خدمت کے فلسفہ کی تلقین کو وہ کبھی قبول نہیں کرتا۔

اس سے نفرت اور بیزاری کا اعلان کرتا ہے۔بلکہ اس کی برتری اور فرعونیت کے دعووں کا بطلان۔اپنے جامعہ کی فولادی تلواروں کی نوک سے زمانہ کے صفحات پر تحریر کر دیتا ہے۔

لہذا ہم اس کے سوا کوئی چارہ نہیں دیکھتے کہ دو صاف اور روشن شاہراہوں میں سے ایک کو منتخب کر کے اختیار کر لیں۔یعنی

(۱) بشر اشرف کو بالکل آزاد اور غیر منظم چھوڑ دیں۔

(۲) حلقہ کائنات سے خارج اور اشرف المخلوقات کے مرتبہ پر بلند۔ایک مرتبہ حاکمہ تسلیم کر کے اس کے فرامین کے ماتحت بشریت کی تنظیم کریں۔

چونکہ بشریت کوئی ایک فرد نہیں۔بلکہ جماعت ہے اور جماعت بھی مدنی الطبع۔لہذا اُس کو آزاد مطلق اور غیر منظم چھوڑ دینا کسی طرح بھی مناسب اور قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

لہذا فریضۂ انسانیت ہمیں معین گشت کہ باز عقل بلند پرواز را در جستجوئے مرکزے بس عالی تر اجتماع و مدنیت افراد بشری از قلعۂ بلند ترین کائنات (انسانیت) ہم بالاتر بہ پرواز دہد۔ اکنون عقل نکتہ پرواز بشری در تجسس مرکز مدنیت و اجتماع خویش در پرواز است و درس اولین کتاب ہدایت (سورۂ عظیمہ فاتحہ) ہماں بشریت مدنیہ حق طلب را باسلوب معجزانہ و آزادانہ خویش بجستجوئے مرکز فطریہ مطلوبہ اش محققانہ رہنمائی میفرماید ملاحظہ بفرمایید و از ایں درس سعادت صراط مستقیم وصول را دریافتہ بہ فلاح ابدی و سعادت لازوال ہمکنار شوید۔

عرض گذار۔ عبید اللہ الملک العلی الاکبر ابو الحامد محمد بن عبد اللہ انصاری عرف منصور عفا عنہ
مبلغ حکومت الٰہی۔ مقیم کابل (افغانستان)
۱۵ / رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ ق

لہٰذا فریضہ انسانیت بھی معین ہو گیا کہ عقل کے بلند پرواز باز کو کسی ایسے مرکز کی تلاش میں مشغول پرواز کیا جائے۔ جس کا مرتبہ افراد بشری کے اجتماع اور مدنیت سے بالا ہو اور کائنات کے بلند ترین قلعہ۔ یعنی انسانیت سے اُس کی منزل بہت اونچی ہو۔

اُس وقت انسان کی عقل نکتہ پرداز اپنی مدنیت اور اجتماع کے مرکز کی جستجو میں مصروف پرواز ہے اور کتاب ہدایت کا درس اولین یعنی سورہ عظیمہ فاتحہ۔ اسی مدنی الطبع حق طلب بشریت کو اپنے معجزانہ اور نہایت آزاد اسلوب سے اُس کے مطلوب اور فطری مرکز کی جانب رہنمائی فرما رہا ہے۔

اور ملاحظہ فرمائیے کہ اس درس سعادت سے مطلوب اور مقصود تک پہنچنے کی سیدھی راہ کو معلوم کر کے ابدی فلاح اور لازوال سعادت سے ہمکنار ہو جائے۔

عرضدار۔ ابو الحامد محمد بن عبد اللہ انصاری
مبلغ حکومت الٰہی۔ مقیم کابل (افغانستان)

تفسیر مجمل

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

سورہ مبارکہ فاتحہ کلام حضرت الٰہی جل مجدہٗ است

پس نظم مقدسش چرا دارائے اسلوب بکہ عریضۂ فقیرانہ می باشد!

ایں سوالیست کہ از قدیم توجہ خدام کلام الٰہی را بخود جلب نمودہ است۔ جوابش عموماً چنیں دادہ شدہ کہ چوں بشریت عریضۂ کہ لائق دربار ہستی فوق الطبعیہ اعلیحضرت الٰہی باشد ترتیب دادہ شدہ نمیتوانست۔ لہٰذا حضرت باری عز اسمہٗ صورت عریضہ را خود ترتیب دادہ فرستادہ تا مخلوق وقت عرض خویش از خطا محفوظ ماند ما جواب ہذا را تسلیم داشتہ توجیہ دیگر نیز میداریم و آں اینکہ حضرت علیم و حکیم تعالیٰ شانہ در بشر اشرف با حواس حیوانیش عقل رسا مادہ تفکر و تحقیقات و قابلیت بلند تر ترقیات نیز نہادہ است

تفسیر مجمل

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

تمہید | جبکہ سورۂ مبارک فاتحہ شریف۔ حضرت الٰہی جل مجدہٗ کا کلام ہے۔ تو اُس کا طرزِ فقیرانہ عرضداشت کی طرح کیوں ہے؟ یہ ایک سوال ہے۔ ہمیشہ سے یہ سوال کلام الٰہی کے خدام کی توجہ اپنی جانب جذب کرتا رہا۔

عام طور سے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ چونکہ انسان کوئی ایسی عرضداشت جو اعلیٰ حضرت الٰہی کی فوق الطبع ہستی کے دربار عالی کے لائق ہو۔ خود سے مرتب نہ کو سکتا تھا۔ لہٰذا حضرت باری عز اسمہٗ نے عرضداشت کی صورت (مسودہ) بھی اپنی جانب سے ہی مرتب فرما کر بھیجدیا تاکہ درخواست کرتے وقت مخلوقات غلطی سے محفوظ رہے۔ ہم اس جواب کو تسلیم کرتے ہوئے ایک دوسری توجیہ کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیم و حکیم (تعالیٰ شانہ) نے بشر اشرف میں اس کے حیوانی اوصاف کے ساتھ ایک عقل رسا اور تفکر و تحقیقات کا مادہ اور ترقیات کی بلند تر قابلیت بھی ودیعت فرمائی ہے۔

چنانچہ می بینیم کہ انسان از ہمہ پیشتر موجودات محسوسہ را بحواس خمسہ خویش معلوم می کند سپس بزور تفکر و تدبر خویش مجہولات غیر محسوسہ را بذریعہ حمال معلومات محسوسہ نیز دریافت می نماید۔ و بدیں طریق قدم ترقی را در میدان علم بیش از بیش نہادہ میرود۔
معلوم عالی است کہ بشر چوں اول اول بساحۃ وجود قدم می نہد۔ لوح فکرش بالکل سادہ می باشد حتیٰ کہ نہ از اصل خود خبر داشتہ می باشد و نہ بظلی[ع] بودن خود اطلاعے۔

چنانچہ ہم دیکھا کرتے ہیں کہ انسان سب سے پہلے تو اپنے حواس خمسہ سے حسی موجودات کو محسوس اور معلوم کیا کرتا ہے۔ پھر تفکر اور تدبر کی قوت استعمال کر کے انہیں محسوسات کے ذریعہ سے مجہولات غیر محسوسہ کو معلوم کیا کرتا ہے۔ اور اس طرح میدان علم میں قدم ترقی کو آگے آگے بڑھاتا چلتا ہے
جناب والا کو معلوم ہے کہ انسان جب اول اول میدان وجود میں قدم رکھتا ہے۔ تو اسکی لوح فکر بالکل سادہ اور صاف ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اسکو نہ اپنے اصل ہونے کی کوئی خبر ہوتی ہے نہ اپنے ظل[ع] اور پرتو ہونے کی کوئی اطلاع۔

موصوفات بر دو رنگ دیدہ میشوند۔ یک مثل آفتاب درخشاں و آتش منور وغیرہ کہ وصف نور از خود و ذاتی دارند چنیں موصوفات را اصلی و ذاتی میخوانند دوم مثل ماہ و آئینہ ہائے منور کہ وصف نور از خود نداشتہ از غیر (آفتاب و آتش وغیرہ) در ذات شفاف و قابل عکس خود نشان دادہ میتوانند چنیں موصوفات را عرضی و ظلی می خوانند۔ موصوف اصلی وصف خود را مدام در بر داشتہ از تغیر مامون میباشد مگر در موصوف ظلی ظل و تصویر و اثر وصف غیر گاہی میباشد و گاہے نے۔ پس تغیر حال ؟ کہ موصوف اصلی ہم داشتہ باشد تا عکس و صفتش را در ذات خالی خویش تجلی دہد۔
بشر گاہے موجود و وقتی معدوم است ازیں تغیر معین شد کہ آں موجود ظلی است (باقی بر صہ ۲۲)

[ع] موصوف دو قسم کے دیکھے جاتے ہیں۔ ایک تو درخشاں آفتاب یا روشن آگ وغیرہ جیسے یعنی جو نور کا وصف خود اپنا ذاتی رکھتے ہیں۔ ایسی موصوفات کو ذاتی اور اصلی کہتے ہیں۔ دوسرے چاند یا روشن آئینوں جیسی چیزیں یعنی جو اپنا اصلی اور ذاتی نور نہیں رکھتے (بلکہ آفتاب یا آتش منور جیسی چیزوں سے اپنی شفاف اور قابل عکس ذات میں اثر اور روشنی پیدا کر لیتی ہیں ایسی موصوف کو وجود دوسرے سے صفت حاصل کرتے ہیں) عرضی اور ظلی رکھتے ہیں۔
موصوف اصلی ہمیشہ اپنی صفات کو ہمیشہ بغل میں دبائے رہتا ہے۔ اور تغیر و تبدل سے محفوظ اور مامون رہتا ہے۔ مگر موصوف ظلی میں دوسرے کا ظل۔ تصویر۔ اور اسکا اثر اور وصف کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ پس حالات کی تبدیلی۔ موصوف ظلی کی خاصیتوں میں داخل ہے۔ نیز اسکے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اسکا کوئی موصوف اصلی بھی

مگر تغیرات محسوسہ ذاتش وانقلابات غیر ساکن محیطش بر فکرش روشن ساختند کہ خودش وسائر کائنات "ظل واثر کدام آفتاب کمال وموجود اصلی بودہ" موجودات عرضی وہستی ہائے ظلی میباشند وہماں موجود اصلی دارائے جمیع محامد وکمالات بودہ "آفتاب آسا" ہمہ کائنات از پرتوہ وتجلی کمالات خویش وجود ونیز جملہ اوصاف وکمالات ظلی عطامی فرمائید۔

فیلسوفان فکور بدیں انکشاف حق وکشف حقیقت نما (الحمد للہ ۱۲) مجبور گشتند کہ بحضرت ہماں بدیع السموات والارض ہمہ موجودیت خویش را والہانہ تسلیم نمودہ حلقہ غلامی وبندگی آنرا آویزۂ گوش افتخار خویش بسازند۔ (رہی نعبد ۱۲)

مگر اس کی ذات کے محسوس تغیرات اور سب طرف سے گھیرنے والے غیر ساکن انقلابات اس کی عقل پر روشن کر دیتے ہیں کہ وہ خود اور تمام کائنات کسی آفتاب کمال اور کسی موجود اصلی کے ظل اور پرتو ہیں ساری موجودات عرضی ہیں اور تمام ہستیاں ظلی ہیں۔ اور وہی موجود اصلی تمام محامد اور سارے کمالات کا مالک ہے اور جس طرح آفتاب عالم ارضی کو اپنے نور سے منور کر رہا ہے وہ ساری کائنات کو اپنے کمالات کے پرتو اور تجلی سے وجود اور تمام ظلی اوصاف اور کمالات بخش رہا ہے ——— سارے متفکر ومدبر فیلسوف اس انکشاف حق اور اس حقیقت نما کشف وظہور سے مسرور ومطمئن ہو گئے۔ اور والہانہ اور مجذوبانہ انداز میں اپنی تمام موجودیت کو اسی بدیع السموات والارض "موجد زمین وآسماں" کی بارگاہ کے حوالہ اور سپرد کر کے۔ اُس کی غلامی اور بندگی کی حلقہ کو اپنی کانوں کے لئے فخر ومباہات کا آویزہ بنانے لگے۔

(بقیہ حاشیہ صد ۲۱) وجودش نیز عکس وظل کدام آفتاب وجود وموجود اصلی است۔ علیٰ ہذا حیات وعلم وسمع وبصر وغیرہ کمالات انسانی ہم عکس وصور تہائے حیات وعلم وغیرہ حی وعلیم و وبصیر اصلی میباشند۔ پس ما بوجہ اینکہ حواس محدودۂ بشر از احاطہ نمودن موصوف اصلی قاصر می یابند از وجود وکمال آں وظلیت خود انکار نتوانیم کرد۔ چہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

۱۲ منصور عفا عنہ

(بقیہ ترجمہ حاشیہ صد ۲۱) انسان کبھی موجود ہوتا ہے کبھی معدوم۔ اس تغیر کے ذریعہ سے مقرر اور متعین ہو گیا کہ وہ موجود ظلی ہے اور اسکا وجود بھی کسی آفتاب وجود اور موجود اصلی کا ظل وعکس ہے۔ اسی بنا پر حیات، علم۔ سمع۔ بصر وغیرہ انسانی کمالات بھی کسی اصلی اور حقیقی حیات کے مالک حقیقی سمیع علیم اور بصیر کی حقیقی حیات سمع۔ بصر وغیرہ اصلی صفات کا ظل اور پرتو ہیں۔ لہٰذا ہم محض اس وجہ سے کہ انسان کے موجودہ ظاہری حواس موصوف اصلی کے ادراک سے قاصر رہ جاتے ہیں موصوف حقیقی کے وجود اور ۲۴

۲۴ کمالات اور اپنے ظل اور پرتو ہونے سے کبھی بھی انکار نہیں کر سکتے ۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را

مترجم ۱۲ منہ

این جہاد فکری کامیاب وایں نیاز فدویانۂ شاں بدرگاہ بے نیاز اعلیحضرت الٰہی خیلے پسند افتاد۔

این است کہ تصویر بے نظیر ش رانظم معجزانہ سورہ فاتحہ کشیدہ انرا اصل واساس فرامین وہدایات (قرآن حکیم) خویش گردانید۔ تا۔ دلیل شرف ومقبولیت ابدی فکر کاملش وبرہان مطابقت قوانین وارادہای سنیۂ اعلیحضرت ملک الناس بفکر وتحقیق اساسی اش بگردد ومتوہمین وتشکیکین راموقع توہمات وتشکیکات دست ندہد۔

اینک از طرف متفکرین روشن خیال وکامیاب حکایتاً میفرماید۔

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین الی اخرہ السورہ

یہ فکری جہاد کامیاب رہا۔ اور اُن کی یہ فدویانہ نیازمندی اعلیٰ حضرت الٰہی کی بے نیاز بارگاہ میں بہت پسند آئی۔

لہٰذا سورہ فاتحہ کی معجزانہ عبارت میں (ان جذبات کی) بے نظیر تصویر کھینچدی گئی۔ اور اسی کو اپنے فرامین وہدایات۔ یعنی قرآن حکیم کا اصل اور اساس گردانا گیا۔ تاکہ اس کامیاب فکر وغور کے ابدی شرف اور دوامی مقبولیت کی دلیل ہوجائے اور اس بات کی برہان ہوجائے کہ ان مفکرین کا اساسی غور وفکر اور اُن کی بنیادی تحقیقات خداوندی قانون اور اعلیٰ حضرت ملک الناس کے مخفی ارادوں سے موافق اور مطابق ہوگئے۔ اور تاکہ اوہام پرست شکی مزاجوں کے لئے شک وشبہہ کا موقعہ باقی نہ رہے۔

چنانچہ اس وقت روشن خیال اور کامیاب مفکرین کی جانب سے بطور نقل ارشاد فرمایا جاتاہے

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم تا آخر سورہ۔

آسمانی حکومت کی تصویر ۔حضرت علامہ غازی ملت مولانا محمد بن عبد اللہ عرف مولانا منصور انصاری مقیم کابل نے ایک عجیب وغریب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام حکومت الٰہیؔ ہے۔ دار التالیف والاشاعت مراد آباد نے فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں کہ ایسی کتاب نہ آج تک نظر سے گذری نہ آیندہ امید۔ قیمت صرف ۲ر۔ کتب خانہ فخریہ مراد آباد سے منگائیں

ابواب سورۂ فاتحہ

باب اول۔ تعریف و تصویر قوۂ تشریع الحمد للہ رب العالمین

(یعنی) ہمہ ستائش و اوصاف و کمال) خدائے پروردگار و مالک جملہ عالمہا

الرحمن الرحیم مالک یوم الدین

مہربان عمومی بیمثال قدردان لایزال خدام بادشاہ روز جزا را است

بدیہی است کہ جملہ افراد بشریت درمیان خود حقوق مساوی دار باقی مخلوق اشرف و فائق میباشند لہذا از جملہ کائنات ہیچ یک قابل نیست کہ از اشرف المخلوقات برائے خود تبعیۃ و عبدیت را طلب کردہ بتواند۔ پس برائے مطالبۂ تبعیہ و قانع ساختنش بر تحدید اقتدارش ذات بیحد مقتدرے فوق بریں کائنات و اشرف تر از اشرف المخلوقات لازم است کہ

سورۂ فاتحہ کے ابواب

پہلا باب۔ قوت تشریع (قانون ساز قوت) کی تعریف اور اس کی تصویر الحمد للہ رب العلمین یعنی تمام تعریفیں اور تمام اوصاف و کمالات اسی خدا کے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار اور مالک ہے۔

الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین

عام اور بینظیر مہربان اور روز جزا میں خدام بادشاہ رب العالمین کا لازوال قدردان۔

توضیح ظاہر ہے کہ افراد بشری تمام ہی باہمی حقوق میں ایکدوسرے کے مساوی ہیں اور باقی تمام مخلوقات سے اشرف و اعلیٰ۔ لہذا تمام کائنات میں سے کوئی ایک بھی اس قابل نہیں کہ اشرف المخلوقات سے اپنے لئے اطاعت شعاری اور بندگی کا مطالبہ کر سکے۔ لہذا انسان سے اطاعت شعاری اور بندگی کا مطالبہ کرنے کے لئے اور اس کے اقتدار کی حدبندی پر اسکو قانع کر دینے کیلئے کوئی ایسی ذات ہی ہونی چاہئے جسکو کائنات پر بیحد و حساب اقتدار حاصل ہو اور جو شرف نواز اشرف المخلوقات ہو یعنی اشرف المخلوقات کو شرافت و عظمت سے اسی نے نوازا ہو۔

به مزایائے فوق الطبیعیه اصلیه و ربوبیت مطلقه و رحمانیت عامه و رحیمیت ابدیه و ملوکیت

(الحمد للہ ۱۲ ـ رب العالمین ۱۲ ـ الرحمٰن ۱۲ ـ الرحیم ۱۲ ـ مالک یوم الدین ۱۲)

روز جزائے خویش بر دلش کمال و احسان و عظمت و اقتدار لاثانی خویش را ثابت بفرماید

رابطہ چوں عارفین سوز بشر مزایا و کمالات فوق الطبیعۂ فوق را به تفکر آیات بینات ثلثۂ مذکوره ذات اکبر اعلیحضرت الٰہی جل مجدهٗ مخصوص حس نمودند. بناءً علیه اقتدار طلب تابعیت وحق تقنین و تشریع (حکومت و فرمان فرمائی) را هم خاصه او تعالیٰ یقین کردند

تاکہ وہ اپنے فوق الطبیعہ اور اصلی فضائل و کمالات سے اور ربوبیت مطلقہ اور عام پروردگاری سے اور رحمت عامہ اور ابدی رحیمیت سے اور روز جزا کی ملوکیت (مالک یوم الدین) سے انسان کے دل پر اپنے لاثانی کمال و احسان بے نظیر عظمت و اقتدار کا سکہ جما دے

رابطہ جب نوع بشر کے عارف اور حقیقت شناسوں نے فوق الطبیعۃ فضائل اور کمالات کو مذکورہ بالا تینوں آیتوں میں غور و فکر کرنے سے اعلیٰ حضرت الٰہی جل مجدہٗ کی ذات اکبر میں مخصوص طور پر معلوم کر لیا تو یقین کر لیا کہ اقتدار طلب تابعیت نیز قانون سازی (تشریع) کا حق (جسکو حکومت اور فرماں فرمائی کہنا چاہیئے) بھی اسی رب ذوالجلال کا خاصہ اور اسی کا مخصوص حق ہے۔

مجموعہ این اوصاف پنجگانہ علامات قوتے ہستند کہ حکومت و شاہیش بر جامعۂ اشرف المخلوقات فطرت است قوتے کہ دارائے علامات مذکورہ نباشد و شخصے یا جماعتے آنرا بر بشریت حق حکومت بدہد آن در حق بنی نوع خیانت مجرمانہ میکند چہ بشریت را از مرتبہ اش سقوط میدہد عام است کہ آں حکومت شخصی باشد یا شوروی۔ موروثی باشد یا منتخبہ ۱۲

عہ تفکر و مراقبۂ اوصاف بلند مذکورہ کمال و احسان و عظمت بے نہایت اعلیحضرت الٰہی را ثابت نمودہ کیفیتی را کہ از محبت و خوف بحد مرکب بودہ باشد بر قلب متفکر کامیاب طاری می گردانند۔ ہمیں کیفیت را تقوی و دارائے آں را متقی می نامند ۱۲

عہ مذکورہ پانچ اوصاف (یعنی فطری اور فوق الطبیعہ کمالات۔ ربوبیت مطلقہ۔ رحمانیت عامہ رحیمیت ابدیہ اور ملوکیت روز جزا) اس قوت کی علامتیں ہیں جسکی حکومت اور شاہنشاہی جماعت اشرف المخلوقات پر فطری ہوگی اب جو قوت کہ مذکورہ بالا علامتیں نہ رکھتی ہو اور جو شخص یا جو جماعت کہ ایسی ناقص اور بیکار قوت کو بشریت پر حق حکومت دینے لگے وہ نوع انسان کے حق میں مجرمانہ خیانت کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ بشریت کو اسکے مرتبہ سے نیچے دھکیل رہی ہے۔ خواہ وہ حکومت شخصی ہو یا پارلیمنٹری۔ موروثی ہو یا انتخابی ۱۲

عہ اعلیحضرت الٰہی جل مجدہٗ کے مذکورہ بالا اوصاف (یعنی کمال۔ احسان۔ بے انتہا عظمت وغیرہ) میں پوری غور و فکر کے بعد جو کیفیت کہ بے انتہا محبت اور خوف سے

این است کہ منورین عارف در آیہ کریمۂ چہارم بداں مہربان مقتدر خطاب نمودہ بدربارش
(متقین ۱۲)
نذر تبعیت و فقر مطلق خویش را عارفانہ و سرمستانہ تقدیم نمودہ از تابعیت غیرش یکسر انکاری درزند
کہ تبعیت دو سلطنت شرکت را ابداً نمی پردارند۔ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔

باب دوم۔ بیعت تبعیت و تبع حکومت الٰہی
ایاک نعبد و ایاک نستعین
(اے پادشاہ بے ہمتا ما صرف بتو پرستار دتبعہ عہ) ہستیم و صرف از تو مدد و اعانت میخواہیم
دکہ از خود شفیع نداریم و قوتے را بغیر از تو مرکز متبوع خویش نمی شناسیم)

تبعہ۔ جمعیۂ عارف و محقق بشریت کہ بصیرانہ اعلان تبعیت نمودہ تابعیت اعلیحضرت رب
العلمین جل مجدہٗ را اختیار و بہ فقر و احتیاج مطلق خویش اقرار نمود تبعہ حکومت الٰہی میباشد۔
(رعایا)

چنانچہ روشن خیال عارفین چوتھی آیہ کریمہ (ایاک نعبد) میں اسی مہربان اور اقتدار اعلیٰ کے حقیقی مالک کو خطاب
کرتے ہیں اور اُس کے دربار میں عارفانہ اور سرمستانہ انداز میں اپنے عمومی فقر و احتیاج اور اپنی اطاعت
و فرمانبرداری کی نذر پیش کرتے ہیں اور غیر کی تابعیت سے یکسر انکار قبول کرتے ہیں۔ کیونکہ سلسلہ
حکومت کی اطاعت شعاری کبھی بھی شرکت نہیں قبول کر سکتی مثل مشہور ہے۔ دو پادشاہ در اقلیمی نگنجند

باب دوم۔ بیعت اطاعت شعاری (حلف وفاداری) اور حکومت الٰہی کی رعایا
ایاک نعبد و ایاک نستعین
(اے یکتا عہ و بے نظیر و لاشریک بادشاہ) ہم صرف تیرے ہی
پرستار (اور اطاعت شعار حکم بردار ہیں) اور صرف تیرے ہی سے مدد و اعانت چاہتے ہیں (ہمارے
پاس نہ کوئی شفیع اور مددگار ہے اور نہ تیرے سوا کسی طاقت کو ایسا مرکز تسلیم کرتے ہیں جس کے
سامنے تابعیت اور اطاعت شعاری کی گردن جھکائیں یا حلف وفاداری اٹھائیں)

تبعہ (رعایا) عارف اور محققین بشریت کی جمعیت جو سوچ سمجھ کر اطاعت شعاری اور رعایا ہونے کا
اعلان کرتی ہے اور اعلیٰ حضرت رب العالمین جل مجدہ کی رعیت ہونے اور اپنے عمومی فقر و احتیاج
کا اقرار کرتی ہے وہ حکومت الٰہی کی تبعہ یعنی رعایا ہے۔

عہ عارف را لامحالہ این مضمون را در دل خود می گذراند ۱۲

عہ عارف اس مضمون کو یقیناً اپنے دل میں رکھتا ہے ۱۲

ربط ۱؎ در اثر اختیار نمودن تبعیۃ اعلیحضرت ملک القدوس بر جملہ تبعہ حکومت الٰہی لازم آمد کہ مرضیات قدسیہ و ارادہ ہائے سنیہ او تعالیٰ را نیز طلب نمایند تا بفرامین پاک و قانون و شریعت (یعنی براہ ہدایت) او تعالیٰ رفتن و فرمان بری و تبعیت فرامینش کردن ممکن گشتہ بر تبعہ راہ تحصیل رضائش باز شود و بدیں وسیلہ جامعہ شان از غضب و قہرش نیز محفوظ بماند۔

این است کہ جامعۂ تبعۂ الٰہی لزوم ہذا را ادراک نمودہ" در آیۂ کریمۂ پنجم بطلب راہے کہ راست بمرضیاتش میرساند عریضۂ جمہوری خویش را تقدیم می نماید و ہو ہذا۔

باب سوم

عریضۂ جمہوری در طلب ارادہائے سنیہ قانون اھدنا	ہدایت فرما (جماعت) ما را یعنی ۲؎ بوسیلہ رسول منتخبہ خویش)

الصراط المستقیم

بمسلک مستقیم (کہ مبنی باشد بر اغراض و منافع انفرادی و اجتماعی خود ما)

ربط اعلیحضرت ملک القدوس جل مجدہٗ کی رعایا ہونا جب اختیار کر لیا گیا تو اس کے بعد حکومت الٰہی کی تمام رعایا پر لازم ہو گیا کہ حضرت حق جل مجدہٗ کی مرضیات اور اُس کے علم مکنون کے ارادوں اور منشا کو بھی تلاش کرلے۔ تاکہ اُس کے پاک فرامین اور اُس کے قانون و شریعت یعنی راہ ہدایت پر چلنا اور اُسکی فرمانبرداری۔ اور اُس کے فرامین کی اطاعت ممکن ہو سکے اور رعایا کے لئے اپنے حاکم اور آقا کی رضا حاصل کرنے کا راستہ کھل جائے۔ اور اس ذریعہ سے جماعت انسان آقائے احکم الحاکمین کے غضب اور قہر سے بھی محفوظ ہو جائے

چنانچہ رعایا خداوندی کی جماعت اُسکی ضرورت کو محسوس کر کے پانچویں آیت میں ایک جمہوری درخواست پیش کرتی ہے۔ جس کا مقصد ایک ایسی راہ طلب کرنا ہے جو سیدھا اسکی مرضیات تک پہنچا سکے۔ یعنی وہ عرض کرتی ہے کہ اھدنا۔

باب سوم

مقدس قانون کا منشا معلوم کرنے کیلئے ایک جمہوری درخواست

اھدنا۔ اپنے منتخب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہماری جماعت کو ہدایت فرما)

الصراط المستقیم۔ سیدھے راستہ کی (جو ہمارے اجتماعی اور انفرادی منافع اور اغراض پر مبنی ہو)

۱؎ تبعہ یکدولت لشکریش میباشد در دیگر دولت تبعیتو اند کہ بدون از مرکز خود ابدا بے تعلق باشد ۲؎ حمد ۵ عارض مضمون تو را در دل خود می گیرد ۔ ۳؎ منصوبہ عفا عنہ

عریضۂ فوق این ہم ظاہر نمود کہ ہدایت نامہ حضرت مالک یوم الدین شریعت و قانون حکومت الٰہی است و ہمان است مسلک راست و صراط مستقیم برائے کل بشریت۔

ضرورت وسیلہ ارادہائے سنیہ اعلیٰ حضرت ملک الناس بوسیلہ رسول منتخبہ اش بدین جہت خواستہ شدہ اند کہ اصولاً خود پادشاہ ذوالجلال بوظیفہ تبلیغ و اجرائے آنہا ربد نیا) تنزل نمی فرماید و برائے اجرا نمودن ارادہائے قدسیہ خود بفرستادن عبد منتخبہ خویش عادت دارد

اساس قانون عرضگذاران عارف بکلمہ اھد حقیقۃ الحال و نیز عقیدہ صاف خویش را اعلان کردہ اند کہ مرکز تشریعی ربانی اصلاداب ہادیانہ یعنی اصول بلند مربیانہ مرحمت کارانہ دارد نہ کہ وضع دستور مستبدانہ۔ لہٰذا در مسلک مستقیم و فرامین اعلیحضرت رحمٰن الرحیم ہیچ غرض و منفعت ذاتیش نبودہ سرتاسر بر منافع کونین بشریت مبنی خواہد بود۔ فللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرہ۔

ربط ارادہائے سنیہ و قانون اعلیٰ حضرت ملک القدوس تقاضا دارد کہ غلامان خاص الخاص و بندگان باختصاص بر خدمت تبلیغ و تنفیدش افتخار ماموریت یابند

عریضۂ مذکور یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ ہدایت نامہ حضرت مالک یوم الدین شریعت اور قانون الٰہی ہے اور وہی صحیح اور سیدھا مسلک ہے اور صراط مستقیم ہے کل بشریت کے لئے۔

ضرورت وسیلہ اعلیٰ حضرت ملک الناس کے مبارک ارادوں اور مقدس منشا منتخب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اس لئے طلب کئے گئے کہ اصولاً بادشاہ ذوالجلال خود تبلیغ اور اجرائے قوانین کے لئے دنیا میں نزول نہیں فرمایا کرتا۔ بلکہ عادت یہی ہے کہ اپنے مقدس ارادوں کو جاری کرنے کے لئے اپنا انتخاب فرمودہ رسول بھیج دیا کرتا ہے۔

اساس قانون حقیقت شناس عرضی پیش کرنے والوں نے اھد (ہدایت فرما) کے لفظ سے حقیقت حال نیز اپنے صاف عقیدہ کا اعلان کیا ہے۔ کہ مرکز تشریعی ربانی حضرت حق جل مجدہٗ فی الحقیقت ہادیانہ طریقہ رکھتا ہے۔ یعنی اس کے اصول بلند مربیانہ ہیں اور ایسے ہیں جن سے رحم اور کرم ہی کیا جاتا ہے۔ وہاں مستبدانہ اور خود غرضانہ طریقہ اور دستور نہیں۔ لہٰذا اس سیدھے راستہ اور اعلیٰ حضرت رحمٰن رحیم کے فرامین اس کی ذاتی غرض اور اس کا ذاتی نفع قطعاً کچھ بھی نہیں وہ سراسر بشریت کے دونوں جہان کے منافع پر مبنی ہوگا۔ فللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرہ

ربط اعلیحضرت ملک القدوس جل مجدہٗ کے مبارک ارادے اور اس کے مقدس قانون کا یہ تقاضا ہے کہ اس کو نافذ اور جاری کرنے کی خدمت کیلئے اس کے خاص الخاص غلام اور مخصوص بندگی ماموریت کا فخر حاصل کریں۔

تا ذوات قدسیه خویش را بدنیا بمثال نمونه تبعیة و عبدیت پیش فرموده بشریت بصیر را رضاکارانه برمسلک مستقیم تمرکز داده بیتوانند اینک محققین (متقین ۱۲) ضرورت شناس در ذیل تشریح صراط مستقیم (قانون ۱۲) بتعریف خصائص قوه تنفیذیه حکومت الٰہی هم روشنی انداز شده هوهذا

باب چهارم

تصویر قوه اجرائے حکومت الٰہی جل مجدهٗ

صراط الذین انعمت علیهم

(یعنی به مسلک مردان (خدمتگذار) یکه) انعام فرمودی

علیهم	غیر المغضوب
برسر (حزب) شان	(مردانیکه بجهت تبعیة فدویانهٔ شان)، نه غضب تو
علیهم	ولا الضالین

شده برسر (حزب) شان ود بباعث معرفت بے (لالکش خود) نه اوشان گمراه شده اند

• (انعمت علیهم) منعم علیهم چهار طائفه میباشند حزبیکه به دربار الٰہی مقرب است ۱۲

تاکہ یہ بندگان خصوصی دنیا میں اپنی مقدس شخصیتوں کو عبدیت اور وفادار رعایا کے نمونہ کی حیثیت سے پیش کر کے صاحب بصیرت بشریت کو ایک مستقیم مسلک پر ہموار کر سکیں۔

اسی وجہ سے ضرورت شناس محققین (متقین) صراط مستقیم (قانون) کی تشریح کے ذیل میں قوت تنفیذیہ حکومت الٰہی کے خصائص اور تعریف پر بھی روشنی ڈال دیتے ہیں

باب چہارم

تصویر قوت اجرار حکومت الٰہی جل مجدہٗ

صراط الذین انعمت علیہم یعنی اُن خدمتگذار بندوں کے راستہ کی ہدایت فرما جن (کی جماعت) پر تو نے انعام فرمایا

غیر المغضوب علیہم - جو کہ (اپنی فدویانہ تابعداری کے باعث) تیرے غضب میں آئے ہوئے نہیں۔

ولا الضالین - اور جو کہ (اپنی بے غرض معرفت اور وقفیت کے سبب سے) گمراہ نہیں ہوئے۔

انعمت علیہم کی تفصیل | منعم علیہم (جنپر انعام کیا گیا یعنی وہ جماعت جو دربار الٰہی میں مقرب ہے) چار جماعتیں ہیں۔

۱۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام	۲۔ صدیقین رضی اللہ عنہم

۳۔ شہدار رضی اللہ عنہم	۴۔ صالحین رضی اللہ عنہم

قوت اجرار حضرات انبیاء علیہم السلام عباد نمبر اول ہستند کہ بر تبلیغ و تنفیذ حکومت الٰہی شرف ماموریت داشتہ میباشند و بقرار اصول تقرر و ماموریت قوت اجرائیے در ہر عصر از طرف قوت محاکمہ (اعلیٰ حضرت ملک الناس) انتخاب یافتہ فرستادہ می شدند

در نوع مقدس انبیاء علیہم السلام مکنت اجرائی حضرت خاتم صلے اللہ علیہ وسلم بحکم شاورہم فی الامر بہ شوریٰ امت مشروط بودہ و نیز لازم بود کہ شورای نبوی از باقی انواع منعم علیہم (صدیقین شہدار و صالحین امت) مرکب شود۔

حاصل اینکہ در عصر ما قوۃ اجرائیہ حکومت الٰہی حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم۔ بشرط شورای صدیقین و شہدار و صالحین امت" میباشند

(الف) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (ب) صدیقین رضی اللہ عنہم (ج) شہدار رضی اللہ عنہم (د) صالحین رضی اللہ عنہم

قوت اجرار حضرت انبیا علیہم السلام نمبر اول ہیں۔ کیونکہ وہ براہ راست شرف ماموریت حاصل کرتے رہے۔ اور تقرر اور قوت اجرار کی ماموریت کے لئے اصول مقررہ کے بموجب قوت حاکمہ (اعلیٰ حضرت ملک الناس) کی جانب سے منتخب ہو کر بھیجے جاتے رہے انبیاء علیہم السلام کی مقدس نوع میں حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت اجرائی آیہ کریمہ شاورہم فی الامر" (معاملہ میں اُن سے مشورہ کرتے رہو) کے بموجب شورار امت (اراکین مشورہ) کے ساتھ مشروط ہو گئی (اور لامحالہ) یہ بھی ضرور ہو گیا کہ بارگاہ نبوت کی مجلس شوریٰ منعم علیہم کے باقی اقسام یعنی صدیقین۔ شہدار اور صالحین امت ہی مرکب ہو۔ حاصل یہ کہ ہمارے زمانہ میں حکومت الٰہی کی قوت اجرائی یہ قرار پائی کہ — حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم باجلاس ارکان شورا۔

اور ارکان شوریٰ صدیقین۔ شہدار اور صالحین قرار دئے گئے

ع مرتبہ نبوت بشرف طبعی و بانتخاب اعلیٰحضرت الٰہی بستہ است وصدیقیت و شہادت و صلاح بعد از نبوت مراتب جلیلے عالی ہستند کہ بہ روحانیت و تصوف اسلامی یعنی بہ جانفروشی ہائے فوق العادہ در راہ تبلیغ عملی حکومت الٰہی حاصل میشوند و در نظر جملہ خدام تنفیذ و عام تبعۂ حکومت الٰہی روشن میباشند قال اللہ تعالیٰ قل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ والمومنون۔

ع مرتبہ نبوت تو صرف طبعی شرافت اور اعلیٰ حضرت الٰہی سے وابستہ ہے جد و جہد سے حاصل نہیں ہوتا جسکو خدا چاہتا ہے فطری طور پر اس شرافت کا حامل بنا دیتا ہے۔ (البتہ) صدیقیت۔ شہادت اور صلاح کا مرتبہ نبوت کے بعد بہت زیادہ بلند حیثیت رکھتا ہے جو روحانیت اور تصوف اسلامی یعنی حکومت الٰہی کی عملی تبلیغ کی راہ میں فوق العادت جانفروشیوں کے (باقی ص۳۱ پر)

خلافت سلسلہ بعثت (تقرر) انبیاء علیہم السلام بر حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم ختام دادہ شد لہذا بعد از وصال حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم ہماں ہیئت شوریہ صدیقین و شہداء و صالحین ہر عصر "تا قیامت" برا اجرائے فرامین اعلیٰحضرت ملک العالمین "خلافتاً" مامور و مکلف است۔ امرہم شوری بینھم

تصویر دو مرکز ہائے متقابلہ

قولہ تعالیٰ اھدنا الصراط "الی آخرہ السورہ"

ہدایت بصراط مستقیم (یعنی بمرضیات و قانون الٰہی) عمل عجیبہ کیمیاوی است کہ عنصر صحیح انسانی را از عنصر خبیث آں جدا می سازد

این است کہ بعد از اھدنا آیت ہائے (۶ و ۷) عناصر دوگانہ مذکورہ را نیز از ہم جدا میسازند بیانش اینکہ: ۱۔ حضرات فیلسوفان صحیح بشری در ذیل تفصیل صراط مستقیم فدویان با مسلک را بہ سہ خصائص معرفی نمودہ اند کہ وصف اول شاں (یعنی انعمت علیہم) وجودے و ثبوتے است و دو خط و خالہائے باقی شاں (یعنی غیر المغضوب۔ ولا الضالین) عدمی و سلبی بودہ برائے خود اضداد (مغضوبین وضالین) نیز دارند۔

خلافت انبیاء علیہم السلام کی بعثت (تقرر) کا سلسلہ حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچکر ختم کر دیا گیا۔ لہذا اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وہی ہیئت شورائیہ (یعنی صدیقین شہداء اور صالحین کی مجلس شوری و پارلیمنٹ) قیامت تک ہر زمانہ میں خلیفہ اور قائمقام کی حیثیت سے فرامین اعلیٰ حضرت ملک العلمین کے جاری اور نافذ کرنے کے لئے مکلف اور مامور ہے امرہم شوری بینھم

دو متقابل مرکزوں کی تصویر

اھدنا الصراط المستقیم تا ولا الضالین

صراط مستقیم یعنی مرضیات و قانون الٰہی کی ہدایت عجیب کیمیاوی عمل ہے جو ہر زمانہ میں صحیح اور کھرے انسانوں کو خبیث اور کھوٹوں سے جدا کرتا رہتا ہے۔ اور یہی باعث ہے کہ اھدنا کے بعد آیت ۶ و ۷ مذکورہ بالا دونوں عناصر کی بھی تفصیل اور ایک دوسرے سے جدا جدا کر دیتی ہیں

توضیح (۱) جامعہ بشریت کے سچے اور صحیح حضرات فلاسفہ (یعنی فقہاء و علماء امت) صراط مستقیم کی تفصیل کے ذیل میں پابند مسلک فداکاروں کی تین خصوصیتیں بتائی ہیں۔ ان میں سے پہلی خصوصیت (یعنی نعمت علیہم) تو وجودی اور ثبوتی ہے اور باقی ان فداکاران مسلک کے دو خط و خال (یعنی غیر المغضوب علیہم اور ولا الضالین) عدمی اور سلبی ہیں۔ اور پھر یہ دونوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰) ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے ایسے حضرات کی شخصیتیں اجراء قانون کے خدام اور حکومت الٰہی کی عام رعایا کی نظر میں روشن اور نمایاں ہو جایا کرتی ہیں۔ خداوندی ارشاد ہے "آپ فرما دیجئے عمل کرتے رہو عنقریب خدا تمہارے عمل

یعنی دو متقابل وصف ہیں، ایک مغضوب علیہم دوسرے الضالین۔

مرکز متقین | ازمجموعهٔ اوصاف سه گانهٔ مذکوره مفهوم میشود که حزب اول آنست که بباعث تبعیهٔ محققانه وفداکارانه خود به مهر و انعام اعلیحضرت ملک القدوس نائل شده سرشار و ز نزول غضبش و نیز از گمراہی وضلالت معصوم و یا محفوظ بوده است۔

این جماعت مبارکه و منظم (مرکز وحید) است برائے عالم اسلام و دنیائے تبعیت الہی و بہمراہ توابع خود جامعهٔ عباد دنیائے تبعهٔ الہی عالم اسلام نامیده میشود۔

۲۔ خصائص مغضوب وضال مذکوره دو جماعتہائے دیگر را نیز جلوه میدہند۔

اول۔ حزبیکه بعلت سرکشی جبلی خود از تابعیت حکومت فطریهٔ اعلیحضرت رب الناس "نفرت" ورزیده به غضب ابدیش گرفتار گشته است۔

این گروه عنادکار منظم مرکز یگانهٔ مخالفین حکومت فطری بوده به "حزب مغضوبین الہی" یاد میگردد۔

دوم گروہیکه بسبب مرض بے مسلکی و طبیعت دروغ خدا مکارانه خود بر مسلک مستقیم استقامت نورزیده از آن چپ و راست روان است۔

مرکز متقین | مذکورہ بالا تینوں اوصاف کے مجموعہ سے سمجھا جاتا ہے کہ پہلی جماعت وہ ہے کہ اپنی محققانہ اور فداکارانہ اطاعت شعاری کے باعث اعلیحضرت ملک القدوس کی مہربانی اور اُس کے انعامات سے ہمکنار ہو کر سرشار ہوئی اور نزول غضب نیز گمراہی اور ضلالت سے معصوم یا محفوظ رہی۔ یہ مبارک اور منظم جماعت ایک مرکز وحید ہے۔ عالم اسلام اور دنیائے رعایا الٰہی کے لئے اور یہ لوگ اپنے توابع سے ملکر۔ یعنی اُن تمام مسلمانوں کے ساتھ جو اس مرکز سے مربوط ہیں۔ جامعہ عباد۔ دنیائے تبعہ الٰہی یا عالم اسلام کے خطاب سے موسوم ہوتے ہیں

(۲) مغضوب اور ضال کی مذکورہ بالا دونوں صفتیں بھی دوسری جماعتوں کو واضح کردیتی ہیں۔

اول۔ وہ جماعت کہ جس نے اپنی طبعی سرکشی کی علت کے باعث حکومت فطریہ اعلیحضرت رب الناس کے تابعیت اور اسکی رعایا ہونے سے نفرت قبول کی اور اس بنا پر ملک الناس کے ابدی اور دائمی غضب میں گرفتار ہوگی۔

یہ ہٹ دھرم اور معاند گروہ حکومت فطری کے مخالفین کا ایک منظم مرکز ہوگیا۔ جس کو مغضوبین الٰہی کے لعنتی لقب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسری وہ جماعت جس نے بے مسلکی کے مرض اور اپنی مکار اور جھوٹی طبیعت کے سبب سیدھے مسلک پر استقامت قبول نہ کی اور اس سے دائیں بائیں چلتی رہی۔

ایں گروہ دروغ باف خداع کار باسم "حزب ضالین" معرفی شدہ میباشد چوں ایں جماعت درظاہر خود را بمرکز متقین مربوط نشاں دادہ دربردہ بامرکز مغضوبین بستہ و شریک خصومت میباشد پس ایں ضرب ہم عملاً درحساب مخاصمین حکومت فطری بودہ عسکر وخدام خفیہ مرکز مغضوبین تصور خواہند شد۔

مرکز مخاصمین | ایں مرکز مغضوبین دراصل مرکز متحدہ ہر دو جماعتہائے ظاہری وخفی است کہ باہم ہم فکر وہمکار د بدستورہائے حکومت غیر فطری خدام فدویت شعار بودہ براصول تقسیم عمل وقف خصومت می باشند بناءً علیہ واجب است کہ جامعۂ ہر دو حزب ہارا عالم کفر و سرکشی و مرکز متحدہ آنہارا مرکز مخاصمین نامیدہ شود۔ الکفر ملۃ واحدۃ۔

اساس بدامنی درعالم

دریں جا روشن گشت کہ عالم کفر فلسفۂ حکومت فطری الٰہی را قبول نہ کردہ بہ نظریات خلاف فطرت (حکمہائے غیر الٰہی) خادم فداکار گشتہ و بمقابل قوۂ تنفیذی منتخبۂ اعلیٰ حضرت الٰہی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یک مرکز مسلح تخریبی را قائم ساختہ درمیدان مبارزۂ ابدی برآمدہ مساعی مدہشہ دارد تا حضرت شاں وجملہ منوران بشری را نگذارد کہ

یہ دروغ باف اور مکاروں کا گروہ "حزب ضالین" کے نام سے موسوم ہوا۔ چونکہ یہ جماعت ظاہر میں تو مرکز متقین سے وابستہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور در پردہ مرکز مغضوبین سے وابستہ ہے۔ اور اُن کی مخالفانہ جد وجہد میں شریک رہتی ہے۔ لہٰذا یہ قسم بھی عملاً حکومت فطری کے مخالفین میں ہی شمار ہو کر مرکز مغضوبین کے لشکر اور پوشیدہ خدام میں تصور کی جائے گی۔

مرکز مخاصمین | مغضوبین کا مرکز دراصل دونوں ظاہر اور مخفی جماعتوں کا متحدہ مرکز ہے۔ جو دونوں ہم خیال ہم کار اور ایکدوسرے کے مددگار اور حکومت غیر فطری کے دستور اور قوانین کے خدام فدویت شعار ہو کر تقسیم عمل کے اصول پر خصومت اور مخالفت کے لئے وقف رہتے ہیں۔ اس لئے واجب ہے کہ ان ہر دو حزب کی جماعت کو عالم کفر وسرکشی اور اُن کے متحدہ مرکز کو مرکز مخالفین کے عنوانات سے نامزد کیا جائے۔ الکفر ملۃ واحدۃ۔

دنیا میں بدامنی کی بنیاد

اس مرحلہ پر پہنچکر واضح ہو گیا کہ عالم کفر نے حکومت فطری الٰہی کے فلسفہ کو قبول نہ کر کے (حکمہائے غیر الٰہی) اور خلاف فطرت نظریوں کے فداکار خادم بنکر۔ اعلیٰحضرت الٰہی کی انتخاب فرمودہ قوت اجرائیہ یعنی حضرت محمد [illegible] اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ایک تخریبی مسلح مرکز قائم کر کے ایک ابدی اور دوامی کارزار کے میدان میں [illegible] کی [illegible] میں مصروف اور منہمک ہو گئے [illegible]

سررشتہ تبلیغ عملی حکومت فطری را قائم نمایند

ہمیں خصومت عالم کفر بہ فطرت و سرکشیش از حکومت الٰہی اساس اصلی فتنہ و فساد ست در عالم

چارۂ کار چوں محقق شد کہ عالم کفر از فطرت انسانی روگرداں گشتہ با منورین فکور بشری (جامعۂ متقین) اختلاف اساسی و ناقابل تالیف دارد و چوں جامعۂ منورین بصیرانہ با علیحضرت ملک الناس بیعت تابعیت نمودہ مکلف است کہ فلسفۂ فلاح بشریت (حکمۃ حکومت فطری الٰہی) را عملاً تبلیغ بنماید این است کہ برائیش جز ایں چارہ نماندہ کہ بہ جانبازی دوام دار خداپسندانۂ خویش علاج تجاوزات سرکشاں ظاہری و خفی بنماید۔

و بغرض اقامت ایں فطرت و امنیت عالم زیر لوائے مقدس حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم و تحت قیادت مسعودانہ شاں یک مرکز "امانت امنیت خواہی را" بر اصول خدمت و بہی خواہی بنی نوع تاسیس نمودہ بر تہیہ لوازم حفاظت فطرۃ انسانی و ضروریات تبلیغ حکومت الٰہی متوجہ تام بودہ باشد و قوای ظاہری و خفی مخاصمین فطرت را نگذارد کہ از دنیا نور فطرت (حکومت الٰہی) را گل کردہ بجائش

حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اور جملہ منوران بشری کو موقعہ نہ دیں کہ تبلیغ عملی۔ حکومت فطری کے سررشتہ کو قائم کرسکیں۔

عالم کفر کی اسی خصومت نے حکومت الٰہی سے سرکشی کے باعث فتنہ و فساد کا سنگ بنیاد عالم میں رکھدیا

چارہ کار جب محقق اور ثابت ہوگیا۔ کہ عالم کفر فطرت انسانی سے روگردانی کرکے جامعہ متقین یعنی عالم بشریت کے روشن دماغ مفکرین سے بنیادی اور ناقابل موافقت۔ اختلاف رکھتا ہے۔ اور جبکہ روشن دماغ ارباب بصیرت کی جماعت اعلیٰ حضرت ملک الناس سے بیعت تابعیت کرکے (حلف وفاداری اٹھاکر) مکلف ہوچکی ہے کہ فلاح بشری کے فلسفہ کو (یعنی حکومت فطری الٰہی کی حکمت) کی عملاً تبلیغ کرے۔ لہٰذا اس مقصد کی تکمیل کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ایک دائمی پائیدار اور خداپسند۔ جانبازی کے ساتھ ظاہری اور پوشیدہ سرکشوں کی زیادتیوں کا علاج کریں۔ اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لواء مقدس کے سایہ میں اور آپ ہی کی قیادت مسعودانہ کے ماتحت اس فطرت اور امنیت عالم کو قائم کرنے کی غرض سے امانت اور امن خواہی کا ایک مرکز خدمت اور بہی خواہی بنی نوع کے اصول پر قائم کرکے حفاظت فطرت انسانی کے لوازم اور تبلیغ حکومت الٰہی کی ضروریات کے لیے پوری طرح متوجہ ہوجائے۔ اور مخالفین فطرت کی ظاہری اور پوشیدہ طاقتوں کو موقعہ نہ دے کہ دنیا سے نور فطرت (حکومت الٰہی) کو گل کرکے اُسکی جگہ پر

تاریکہ خیالہائے عبودیت عباد و تبعیت دول غیر فطری را مسلط سازند۔

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین اعدوا لھم ما استطعتم و قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

حاصل درس

سورۂ عظیمہ سبع مثانی تعلیمی است خیلے بلند مدنی برائے تاسیس حکومت علیہ فطری مثبت اساس ہائے ذیل۔

۱۔ مرکز تشریع برائے اشرف المخلوقات صرف ذات مقتدر فوق الطبعیۃ (یعنی اللہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین) شدہ میتواند نہ غیر او تعالیٰ شانہٗ۔

۲۔ قانون و شریعت صرف ارادہائے سلبیہ اش میباشند کہ در فاتحہ باصطلاح صراط مستقیم معرفی شدہ اند۔

۳۔ مرکز تبلیغ و تنفیذ قانون الٰہی رسول امین منتخبہ اعلیحضرت رب العالمین مشرط شورائے مذکورہ می باشند۔

بندوں کی بندگی اور نیازمندی اور غیر فطری حکومتوں کی رعیت بننے اور اطاعت شعاری کے تاریک خیالات کو مسلط کردیں۔ (دیکھو آیات مذکورہ اصل خواص مضمون کا ماخذ ہیں)

حاصل درس

عظیم الشان سورہ جس کا لقب سبع مثانی ہے۔ یعنی سورہ فاتحہ) ایک نہایت بلند مدنی اور تعمیری تعلیم ہے۔ جس کا مقصد حکومت عالیہ فطری کا قائم کرنا ہے۔ یہ مقدس سورت ذیل کے بنیادی اصول کو ثابت کررہی ہے:

(۱) قانون سازی (تشریع) کا مرکز اشرف المخلوقات کے لئے صرف ایسی باقدرت ذات ہی ہوسکتی ہے جو فوق الطبیعت ہو۔ یعنی

اللہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین

اس کے سوا کوئی یہ حیثیت نہیں رکھتا۔

(۲) قانون اور شریعت صرف خداوند عالم کے مبارک ارادوں کا نام ہے جسکو سورۂ فاتحہ میں صراط مستقیم سے تعبیر کیا گیا ہے

(۳) قانون الٰہی کے تبلیغ و اجرا کا مرکز اعلیٰ حضرت رب العالمین جل مجدہٗ کے انتخاب فرمودہ۔ رسول امین ہیں باجلاس شوریٰ (مذکورہ بالا)

وبعد از رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیئت شوریٰ وبہ اجرا یہ صدیقین وشہداء وصالحین امت (امام باشوریٰ) خلافتاً مرکز اجراء[عہ] قرار می یابد۔

۴۔ "تبعہ او تعالیٰ" محققین کامیاب ہستند کہ

بمراکز اجرائی (رسول علیہ السلام وامام باشوریٰ) از تہ دل مربوط میباشند لسان قرآن ایشاں را باسم مومن مسلم عبد[عہ] معرفی می نماید

اسم دولت | اس تعلیم اساسی تشکیل دولتی رہنمائی فرمودہ کہ دارائے مرکز تقنینی است بناءً علیہ ایں دولت قدسی رابنام ہائے دولت فطری ملوکیت ربانی حکومت الٰہی وغیرہ معرفی کردہ میتوانیم

وظیفہ

ازیں تعلیم اساسی سورۂ عظیمہ اساس الکتاب خوب روشن گشت کہ بر عالم بشر اشرف عموماً و بر جامعۂ عقلائیش خصوصاً دو امر از وظائف اساسیہ انسانیت و دانش ہستند۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اجرار قانون کی مجلس شوریٰ۔ صدیقین۔ شہدار اور صالحین سے مرکب ہوتی ہے۔ امام با جلاس شوریٰ خلیفہ اور قائم مقام کی حیثیت سے اجرار قانون الٰہی کا مرکز[عہ] قرار پاتا ہے۔

(۴) حکومت احکم الحاکمین کی رعایا۔ وہ کامیاب محقق ہیں جو اجرار قانون کے مرکزوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام باشوریٰ) کے ساتھ تہ دل سے مربوط اور وابستہ ہوتے ہیں قرآنی زبان ان کو مومن۔ مسلم۔ اور عبد[عہ] کے نام سے تعبیر کرتی ہے۔

حکومت کا نام | اس بنیادی تعلیم نے ایک ایسی حکومت کی تشکیل کی طرف رہنمائی فرمائی ہے جو ایک قانون ساز مرکز رکھتی ہے۔ اسی وجہ سے اس حکومت قدسی کو دولت فطری۔ ملوکیت ربانی۔ حکومت الٰہی وغیرہ کے خطابات سے ہم تعبیر کر رہے ہیں۔

وظیفہ (فرض منصبی)

اس عظیم الشان سورۃ (جو تمام قرآن پاک کی اساس ہے) کی بنیادی تعلیم سے بخوبی واضح ہو گیا کہ عالم انسانی کے لئے عموماً اور اسکے عقلار کی جماعت کیلئے خصوصاً دو چیزیں انسانیت اور عقل و دانش کے بنیادی

عہ مرکز اجرائی دو ہستند اول خود قوت اجرار (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) دوم خلافت قوت اجرار یعنی امام باشوریٰ۔ خلافت را قوت اجرائی نتواں گفت

مرکز اجرار دو ہیں۔ اول خود قوۃ اجرار یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوم خلافت یعنی امام با مجلس شوریٰ۔ مگر خلافت کو قوت اجرار نہ کہنا چاہئے۔ کیونکہ وہ خداوند عالم کی انتخاب فرمودہ نہیں البتہ قائم مقامی کے طور پر خلافت مرکز اجرار ہو جاتی ہے منصور عفاعنہ ۱۲

کہ منتخبہ الٰہی نیست۔ البتہ خلافتاً مرکز اجرا میباشد ۱۲ منصور عفاعنہ عہ ذمی تبعہ الٰہی نیست بلکہ زیر اثر وذمۂ مرکز اجرائی است

عہ ذمی فغم [illegible] ۱۲۰

ز الفغم [illegible] ہیں۔

اول اینکہ بمطالعہ تبدلات متوالیہ ذات خویش وتغیرات غیر ساکن گردوپیش وبہ تحقیق آزادانۂ سرچشمۂ وجود وصفات عرضیۂ عالم ہستی وکمالات ظلیۂ بنی آدم بوجود باجود اصلی وکمالات فوق الطبیعۃ ذاتی "اللہ رب العالمین" پے بردہ بعرش عظیم ملوکیت اصلیہ اش "بیعۃ تبعیۃ" بنماید ودر ہیچ حال اشرف المخلوقات را بمراکز دنی حکمہائے غیر الٰہی تعالیٰ شانہ' (یعنی رعیت شدن الانسان را بہ قوائے تشریعی "شخصیت ومشروطہ وجمہوریت وحکومت جماعت اشتراکی وغیرہا") خلاف عقل ودانش ومنافی شرف بلندش دانستہ ازاں یکسر انکار ورزد وبدیں فیصلۂ بداہت عقل بجلی تن دردہد کہ

جملہ انسانہا (اشخاص وجماعتہائے تقنین وغیرہم) در بین خود مساوات بدیہی حقوقی داشتہ حق ندارند کہ ہمنوعان برابر را بر مرضیات مساویانہ وارادہائے غیر سینۂ خویش براند ومساوات حقوقی فطری انسانی را بر اصول اجتماعی خانہ ساز خود قربان کنند

دوم اینکہ بعد از رحلت حضرت خاتم صلے اللہ علیہ وسلم "در ہر عصر" بمقابل مراکز متنوعہ

اول یہ کہ خود اپنی ذات کے پے در پے تبدیلیوں کے مطالعہ سے اور گردوپیش کے غیر ساکن اور نہ رکنے والے تغیرات سے۔ نیز عالم ہستی کے عرضی وجود وصفات اور بنی آدم کے ظلی کمالات کے سرچشمہ کی آزادانہ تحقیق سے "اللہ رب العالمین" کے اصلی اور حقیقی وجود باجود۔ اور اس کے ذاتی اور فوق الطبع کمالات کا پتہ لگا کر اس کی۔۔ ملوکیت اصلی وحقیقی کے عرش عظیم سے حلف وفاداری اور اس کی رعایا ہونیکا عہد کرلے۔ اور غیر الٰہی حکومتوں کے ذلیل مرکزوں سے اشرف المخلوقات کی بیعت تابعیت کو یعنی شخصیت۔ مشروطہ۔ جمہوریت اور جماعت اشتراکی وغیرہ کے قوائے تشریعی اور قانونساز طاقتوں کی رعیت بننے کو انسان کے لیے ہر حالت میں عقل ودانش کے خلاف اور اُس کے شرف بلند کے منافی جان کر اس سے پورا پورا انکار کرے۔ اور بداہت عقل کے اس فیصلہ پر پوری تن دہی سے عمل پیرا ہوجائے۔ کہ تمام انسان تمام قانون ساز اشخاص اور جماعتیں وغیرہ اپنے اندر حقوق کی بدیہی مساوات رکھتے ہوئے قطعاً حق نہیں رکھتیں کہ اپنے برابر کے ہم جنسوں کو اپنے مساوی خوشنودیوں اور مرضیات اور اپنے سینوں کے ارادوں پر چلائیں۔ اور انسان کی فطری حقوقی مساوات کو خانہ ساز اجتماعی اصول پر قربان کردیں۔

دوم یہ کہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ہر زمانہ میں مخالفت

عالم خصومت و سرکشی پیشہ (دنیاء منکرین حکومت فطری الہی) یک مرکز شوروی تبلیغی و اجرائی را برنمونہ شورائی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ویا برا سلوب مرکز تنفیذی صدیقی رضی اللہ عنہ از بہترین خدمتگذاران ورہنمایان فداکار بشریت (یعنی از صدیقین و شہدار وصالحین خیرامت) ترتیب دادہ جامعۂ رعیۂ الہی مسلمین متعلقین شاں را بدورش جمع بنماید و بمقابلہ ادا نمودن وظیفہ عملیہ بہی خواہان انسانی (تبلیغ و ذمیہا تنفید فلسفۂ حکومت الہی) جملہ اغراض نفسانی جمیع منافع ملی و وطنی قومی ہمہ ترتیبات استراحتہائے دنیادی را بالکل خیرباد بگوید۔ و مانند اسلاف صالح خویش و بزرگان کامران دنیا بمقابل شدائد ہوشربائی حیاتی از نتائج عاجلۂ دنیائی قطع نظر کردہ صبر استقامت ناقابل مقابلہ را پیشہ ابدی خویش بگیرد و بر اصول مرحمت کارانہ وخیرخواہی عامہ بنی نوع خویش خدمت عدیم المثالے را کردہ برود۔

راہ نجات بشریت

از تشریحات درس فطرت حقیقت ذیل ہم بہ بداہت پیوست کہ ہر نوع حکومت انسان بر بنی نوع ساویش در حقوق فطری شاں تجاوز ناجائز بودہ ظلم صریح است۔

اور سرکشی پیشہ عالم یعنی دنیار حکومت فطری الہی کے قسم قسم کے مرکزوں کے مقابلہ میں شورار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر۔ یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرکز تنفیذی کے طرز پر (یعنی خلافت صدیقیہ کے طرز پر) ایک مرکز شوریٰ ترتیب دے۔ جو بشریت کے بہترین خدمت گذار رہنماؤں اور فداکاروں یعنی صدیقین۔ شہدا اور صالحین سے مرکب ہو۔ اور رعایا الہی (یعنی عام مسلمان) اور اُن کے متعلقین (یعنی غیر مسلم رعایا) کو اس مرکز کے گرد جمع کرے۔

اور پھر بہی خواہان انسانی کے عملی فرض کو ادا کرنے یعنی فلسفۂ حکومت الہی کی تبلیغ اور اُس کو نافذ کرنے کے لئے تمام نفسانی اغراض۔ تمام قومی اور وطنی منافع اور دنیاوی استراحت و آرام کی تمام ترتیب و تشکیل کو ایک ایک کرکے خیرباد کہہ دے۔ اور اپنے اسلاف صالح اور دنیا کے کامیاب بزرگوں کی طرح دنیاوی زندگی کے ہوش ربا شدائد اور مصائب کے مقابلہ میں دنیا کے فوری نتائج سے آنکھ بند کرکے ایک غیر قابل مقابلہ اور ناقابل تسخیر صبر و استقامت کو اپنا دوامی پیشہ بنالے۔ اور رحیمانہ اور مشفقانہ اور بنی نوع انسان کی عمومی خیرخواہی کے اصول پر ایک بے نظیر اور عدیم المثال خدمت کرتا رہے۔

نجات انسان کی راہ

درس فطرت کی تشریحات سے ذیل کی حقیقت بھی واضح اور منکشف ہوگئی۔ کہ اپنے ہمجنسوں پر انسانی حکومت کی ہر ایک قسم چونکہ انسان کے فطری حقوق میں ناجائز زیادتی ہے۔ لہٰذا ہر ایسی حکومت سراسر ظلم ہے۔

و در حدود منیعہ حقوق اعلیحضرت الٰہی مداخلت ناروا بودہ "ظلم عظیم" میباشد و تاکہ این ظلم صریح بس عظیم از حلقہ مملوکین خاص الٰہی (انسانہا) برداشتہ بجائے ان حکومت فطری اعلیٰ حضرت الٰہی قائم نہ شود۔

نجات عالم مدعیان اسلام از ذلت و مسکنت حاضرہ و رستگاری باقی عالم بشریت از بحرانہائے اجتماعی عالمگیر امروزہ و از عذاب شدید ابدی دار اخرت از امکان بعید و بسیار بعید است وما علینا الا البلاغ

نماز اصلی

از اسماء شریفہ سورہ فاتحہ یکی الصلوٰۃ ہم است و نیز خواندن ام القرآن کہ در ہر رکعت نماز ہم ضرورت است ازیں معین شد کہ

ایں سورہ عین نماز است و درستی آں نماز می باشد۔ پس بر ہر نماز خواں "فرض اساسی است" کہ از ہمہ اول سورۂ فاتحہ را درست کند تا بفیض و برکتش نمازش ہم درست گردد۔ صورتش (اقامت صلوٰۃ) ایں است

اور اعلیٰ حضرت الٰہی کے بلند اور محفوظ حقوق کی حدود میں نا روا مدافعت ہونے کے سبب بڑے سے بڑا ظلم ہے۔ اور جب تک صریح اور بے پناہ ظلم کو حضرت حق کے مملوکین خاص یعنی انسانوں کے حلقہ سے ہٹا کر اس کی جگہ اعلیٰ حضرت الٰہی کی فطری حکومت قائم ہو۔

دعویٰ داران اسلام کی نجات موجودہ ذلت اور بے کسی سے اور سارے عالم انسانی کی رہائی۔ آج کل کے عالمگیر اجتماعی بحران سے اور پھر دار آخرت کے ابدی اور شدید عذاب سے امکان سے بعید اور بہت بعید ہے۔ وما علینا الا البلاغ

نماز اصلی ہے

سورہ فاتحہ کے اسماء شریفہ میں سے ایک نام "صلوٰۃ" بھی جس کے معنی "نماز" ہیں۔ نیز نماز کی ہر رکعت میں ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ لہذا معین ہو گیا کہ سورۂ فاتحہ عین نماز ہے اور اس کو ٹھیک طور سے پڑھنا نماز کو ٹھیک طور سے پڑھنا ہے۔ پس ہر نمازی پر بنیادی فرض ہے کہ سب سے پہلے سورہ فاتحہ کو ٹھیک کرے تاکہ اس کے فیض و برکت سے اسکی نماز بھی درست ہو جائے اور اقیموا الصلوٰۃ (نماز کو ٹھیک طور سے ادا کرو) کے قرآنی حکم کی تعمیل ہو سکے۔ اس کی صورت حسب ذیل ہے۔

سوءِ اقامت صلوٰۃ اول مضمون ایں تفسیر مجمل را بمطالعہ و یا بذریعہ استاد بدرستی ذہن نشین خویش نماید

دوم - چوں برائے نماز ایستادہ شود نیت (تصور) پختہ کند کہ بحضور بادشاہ یگانہ عظیم الشان و محسن عدیم المثال خویش دست بستہ ایستادہ عریضۂ رسمی (سورۃ فاتحہ) شفاہی تقدیم می نماید

سوم تفکرے و مفہومے را کہ بدیں تفسیر شریف ذہن نشین خود نمودہ در ہر ہر کلمہ و در آیۂ کریمہ اس بدرستی تمام تصور و مراقبہ نماید۔

و باز قرائتے را کہ بعد از فاتحہ میخواند یا میشنود نیز جملہ قرآن عظیم را تصور نماید کہ از دربار سنیۂ اعلیحضرت ملک الناس در جواب عریضۂ رسمی (اہدنا الصراط المستقیم ۱۲) ام فرمان عظیم الشان رسما بدیں غرض صدور یافتہ است کہ

آنرا پروگرام و قانون حیات عارضی خویش بسازم (ہدی للمتقین ۱۲)

چہارم - اگر نماز خوانے اندریں مراقبۂ خویش ضعفے یا قصورے ببیند آنرا عینا فتور در بربادی نماز خود دانستہ بذریعہ نوافل وغیرہا مساعی زیاد و پیہم بکار برد۔

اقامت صلوٰۃ یعنی ٹھیک طور سے نماز ادا کرنے کی صورت (اولاً) اس تفسیر مجمل کے مضمون کو مطالعہ یا کسی استاد کے ذریعہ سے ٹھیک طرح ذہن نشین کرے۔

دوم - جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو پختہ تصور کرے کہ خدائی حکومت کا ایک سپاہی اپنے یکتا اور عظیم الشان بادشاہ اور بے مثل و بےنظیر محسن کے حضور میں دست بستہ کھڑا ہو کر ایک قانونی اور دستوری درخواست (سورہ فاتحہ) پیش کر رہا ہے۔

سوم اسی نظریہ اور اسی مفہوم کا (جس کو اس تفسیر شریف کے ذریعہ سے ذہن نشین کر لیا تھا) سورہ فاتحہ کے ہر ہر کلمہ اور ہر ہر آیہ کریمہ پر ٹھیک ٹھیک طرح پورا پورا تصور اور مراقبہ کرتا رہے اس کے بعد اس قرارت کا جس کو فاتحہ کے بعد یہ پڑھ رہا ہے یا سن رہا ہے نیز تمام قرآن شریف کے متعلق یہ تصور قایم کرے کہ اعلیٰ حضرت ملک الناس کے دربار عالی سے میری دستوری درخواست (اھدنا الصراط المستقیم) کے جواب میں ایک دستوری فرمان عظیم الشان اسی غرض کے لئے صدور پذیر ہوا ہے کہ اسکو اپنی عارضی زندگی کا پروگرام اور قانون بناؤں۔

چہارم - اگر کوئی نماز خواں اپنے اس مراقبہ میں کوئی کمزوری یا کوئی کوتاہی محسوس کرے تو اسکو خاص اپنی نماز کی بربادی جانکر نوافل وغیرہ کے ذریعہ سے زائد سے زائد اور متواتر کوشش کرتا رہے۔

تا اینکہ- مراقبہ و تصور مذکور خوب پختہ شدہ نماز او راست و صحیح گرداند-
چنیں نماز درست نماز اصلی و مطلوب الٰہی میباشد و اکسیرے است خیلے مجرب برائے اصلاح اخلاق و اعمال و ترقیات روحانی بشریت سعادت جو-
و نیز حزبے و شخصے کہ خوگر چنیں نماز بودہ باشد ہماں را "نمازی" توانیم گفت- ورنہ نے-
ربّ اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی

تصوف نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

چوں از حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بہ سند صحیح ثابت است کہ برائے یک انسان تقرب اعلیٰ حضرت الٰہی "کہ قوہ روحانی اسلامی بل انسانی است" بعد از پابندی فرائض از راہ کثرت نوافل ترقی می یابد-
لذا در نظر من ننگ اسلام تصوف و سلوک حضرت نبی الرحمہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماں خواہد بود کہ سالک دراں روحانیت را از راہ نوافل ترقی دادہ باشد" یعنی بذریعہ دوام و کثرت نوافل نماز وغیرآں

یہانتک کہ مراقبہ اور تصور مذکور خوب پختہ ہو کر اس کی نماز صحیح اور درست ہو جائے-
اس قسم کی صحیح نماز اصلی نماز اور وہ نماز ہوتی ہے جو مطلوب ہے- اور بلاشبہہ یہ نماز ایک نہایت مجرب اکسیر ہے- جس سے اخلاق و اعمال کی اصلاح اور متلاشی سعادت بشریت کی روحانی ترقیات حاصل ہوتی ہیں-
اور ہم اُس جماعت یا اس شخص ہی کو نمازی کہہ سکیں گے جو ایسی نماز کا خوگر ہو-
ربّ اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی

تصوف نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

جبکہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح ثابت ہو چکا ہے کہ اعلیحضرت الٰہی کا تقرب (جو اسلامی بلکہ انسانی قوت روحانی ہے) پابندی فرائض کے بعد نوافل عــہ کی کثرت سے ترقی پاتا ہے- لہٰذا اس ننگ اسلام کی نظر میں حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصوف اور سلوک یہی ہے کہ سالک- روحانیت کو نوافل کے ذریعہ سے ترقی دے- یعنی عام نفل عبادتوں اور خصوصاً نفل نماز کی کثرت اور دوام کے ذریعہ سے-

عــہ نوافل سے مراد عام نفلی عبادتیں ہیں خواہ نماز ہو صدقہ خیرات یا روزے وغیرہ ۱۲

بالخاصه به نماز نفل سالک مراقبۂ ملوکیت (کمال واحسان واقتدار کلی) اعلیحضرت الٰہی جل شانہ را خوب پختہ کردہ عقیدہ عبدیت و تبعیۃ (فقر واحتیاج ذاتی) خویش را بحضور جلیل الشانش بدرجۂ جزم تام برساند۔

ہمیں روحانیت انسانی ومقبولیتش است بدربار معلائے اعلیحضرت ملک العلیٰ کہ از دربار ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم متعلق صحت آں مہر تصدیق ثبت شدہ می باشد۔

لہٰذا فرض اسلامیت وانسانیت ہمیں مقرر شد کہ باید ہر مدعی اسلامیت وانسانیت ہمیں راہ ورفتار مصدقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ قوۂ صحیحہ روحانی انسانی را حاصل بنماید و دریں میدان پاک ہم رائے بشریت رہنما گردد۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

کے ذریعہ سے ملوکیت اعلیٰ حضرت الٰہی (یعنی حضرت حق جل مجدہٗ کے کمالات ۔ احسانات اور اُس کے اقتدار کلی) کا مراقبہ ۔ خوب پختہ کر کے اپنی عبدیت اور تبعیت (یعنی اپنے ذاتی فقر واحتیاج) کا عقیدہ اس کے جلیل الشان بارگاہ میں انتہائی جزم اور یقین کے درجہ پر پہنچادے۔

یہی وہ انسانی روحانیت اور اعلیٰ حضرت ملک العلیٰ کے دربار معلیٰ میں یہی وہ مقبولیت ہے۔ جس کی صحت اور درستی پر ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مہر تصدیق ثبت ہوئی ہے۔

لہٰذا اسلامیت اور انسانیت کا یہی فرض مقرر اور معین ہوگیا۔ کہ اسلامیت اور انسانیت کا ہر ایک مدعی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسی تصدیق فرمودہ راہ — اور رفتار سے چل کر انسانی روحانی کی صحیح قوت کو حاصل کرے۔ اور اس میدان پاک میں متحد الخیال اور ہمنوا بشریت کے لئے رہنما بنجائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

قائد نہیں پہنچا کس قدر تکلیف دہ وہ خط ہوتا ہے جس میں قائد کے نہ پہنچنے کی اطلاع ہوتی ہے۔ خریدار حضرات کو ایک بار پھر یقین دلاتے ہیں کہ ہر خریدار کو دفتر سے قائد روانہ کر دیا جاتا ہے ۴۴

۴۴ چیک کرکے میرے سامنے روانہ کی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ ذمہ داری ڈاکخانہ والوں کی ہے۔ (اڈیٹر)

دعوت عام

اے بشریت سعادت جو

بیا و ازیں درس مقدس اساسی مستفید شو و بزیر سایہ حکومت علیۂ خالق بے ہمتا و اقتدار اجرائے محسن بزرگتریں دنیا "حضرت محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عام امنیت و نجات عالم را بر داشتہ از بحران عظیم تصادمات باہمی و زگرداب لعین ملیت (قومیت) افتراق افزائی انسانی "نجات" ہبیں۔

و بلذات "انس انسانی و حلاوتہائے "اخوۃ ایمانی" آشنا شدہ جامعہ خویش را بہ کامرانی و سعادت ہائے لازوال نایل سازکہ

در عصر رسالت حضرت رحمۃ للعالمیں رحمت بے پایاں اعلیحضرت رب العلمین در جوش است و فرصت و قدرت استفادہ خیلے خیلے غنیمت!!!

و اٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین وصلے اللہ علی المرسلین وعلی اٰلہم واصحبہم اجمعین۔ تمت بالخیر

ابوالحامد محمد بن عبداللہ انصاری الذی یقال لہ منصور عفاعنہ
"مبلغ حکومت الٰہی" مقیم کابل (افغانستان)

دعوت عام

اے متلاشی سعادت بشریت۔ اور اے فلاح جو انسانیت

آ۔ اور اس بنیادی درس مقدس سے مستفید ہو اور خالق بےنظیر و بیہمتا کی حکومت عالیہ اور دنیا کے سب سے بڑے محسن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت اجرائی و تنفیذی کے زیر سایہ امن عمومی اور نجات عالم حاصل کر اور باہمی تصادمات کے بحران عظیم اور نوع انسانی میں افتراق افزا ملعون قومیت کے گرداب سے نجات دیکھ لے — اور انس انسانی کی لذتوں اور اخوت ایمانی کی حلاوتوں سے آشنا ہو کر اپنی جماعت کو کامیابی اور لازوال سعادتوں سے بہرہ اندوز کر۔

دیکھ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں اعلیحضرت رب العلمین کی رحمت بے پایاں جوش میں ہے اور استفادہ کی قدرت اور فرصت بہت غنیمت بہت غنیمت

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلے اللہ تعالیٰ علی المرسلین وعلی الہم واصحابہم اجمعین

ہر ایک ناظر محترم سے دعاء خیر کا طالب خاکپائے علماء ملت محمد میاں عفی عنہ

قائد تحریر رسالہ قائد و خادم دار الافتا جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد ۱۵ صفر ۵۳ھ

ترجمہ تفسیر ابن کثیر

(از حضرت علامہ مولانا سید فخر الدین احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد)

(بسلسلۂ قائد ماہ ذالحجہ ۵۷ھ)

مذکورۂ بالا تین آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ انسانی دشمنوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان پر احسان کیا جائے۔ تاکہ اس کی طبیعت اگر فطری طور پر پاکیزہ ہے تو وہ اس کو موالات اور خلوص کی طرف مائل کر سکے۔

اور شیطانی دشمنوں سے بہر حال پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ کیونکہ وہ کسی حسن سلوک اور احسان کو قبول کر ہی نہیں سکتا۔ اس شدید عداوت کے باعث جو حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان کے درمیان تھی۔ وہ اسی تلاش میں رہتا ہے کہ ابن آدم کو ہلاک اور برباد کیا جائے۔ چنانچہ حضرت حق جل مجدہ کا ارشاد ہے

اے اولاد آدم تمہیں شیطان فریب نہ دیدے۔ جیسے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالدیا تھا۔

نیز حضرت حق کا ارشاد ہے۔ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس کو دشمن ہی قرار دو۔

وہ اپنے ساتھیوں کو دعوت دیتا ہے کہ دوزخی ہو جائیں۔

نیز ارشاد ہے۔ کیا تم مجھکو چھوڑ کر شیطان اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ یہ تبدیلی ظالموں کے لئے بہت ہی بری ہے۔

اور ہم سب کے باپ سیدنا آدم علیہ السلام سے (گندم کھلاتے وقت) قسم کھائی تھی کہ یقین جانئے کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔ اور جھوٹ بولا۔ تو (غور کیا جائے) اس کا معاملہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔ بالخصوص جب کہ وہ حضرت حق جل مجدہ کے بارگاہ میں یہ بھی اعلان کر چکا ہے "تیری عزت کی قسم میں صرف تیرے پرخلوص بندوں کے سوا سب ہی کو گمراہ کروں گا۔

نیز ارشاد الٰہی ہے فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ الی مشرکون۔

یعنی جب قرآن شریف پڑھو تو شیطان لعین سے پناہ مانگو۔ اس کا غلبہ ایسے لوگوں پر نہیں ہو سکتا۔ جو ایمان لائے اور جو اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔

اس کا غلبہ تو صرف ایسے لوگوں پر ہوتا ہے۔ جو اس سے دوستی کریں۔ اس کو شریک قرار دیں

قراء اور غیر قراء کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ قرارت کے بعد اعوذ باللہ پڑھے۔

ان حضرات نے آیت کے ظاہری سیاق پر اعتماد کیا ہے۔

اس کا نکتہ یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد غرور اور خود پسندی نہ پیدا ہو۔ حمزہ۔ ابو حاتم سجستانی کا یہی قول ہے اور حضرت ابو ہریرہ سے بھی یہی روایت ہے۔ مگر سند کے اعتبار سے ندرت رکھتی ہے۔

ابن سیرین۔ ابراہیم نخعی۔ داؤد بن علی اصبہانی ظاہری کا بھی یہی قول نقل کیا گیا ہے۔

ابو بکر بن عربی نے امام مالک رح کا عجیب قول نقل کیا ہے کہ قاری۔ فاتحہ کے بعد اعوذ باللہ پڑھے۔ ابن عربی نے اس کو ایک عجیب قول قرار دیا ہے۔

اور ایک تیسرا قول بھی نقل کیا ہے۔ جس سے دونوں قسم کی دلیلوں میں موافقت ہو جاتی ہے۔ قرارت کے اول میں بھی اعوذ باللہ پڑھے اور آخر میں بھی۔

(باقی) مشہور اور جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ اعوذ باللہ شروع میں پڑھی جائے تاکہ وسوسہ پیدا کرنے والے کی مدافعت کر دی جائے۔

اور آیت کا مطلب جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ جب تلاوت قرآن پاک کا ارادہ کرو۔ تو اعوذ باللہ پڑھ لو۔ جیسے وضو کے متعلق قرآن پاک کی آیت

اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا الآیۃ کا مطلب یہ ہے کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو ان اعضا کو دھولو۔

اس قول کی دلیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں

چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کی نیت باندھتے اللہ اکبر کہہ لیتے تھے تو پہلے سبحانک اللّٰھم لا الٰہ غیرک تک پڑھتے۔ پھر تین مرتبہ فرماتے لا الٰہ الا اللہ اس کے بعد آپ پڑھتے۔ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ۔ اصحاب سنن نے بھی بروایت جعفر بن سلیمان۔ حضرت علی بن علی رفاعی سے اس کو نقل کیا ہے۔ ترمذی فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں یہ حدیث سب سے زیادہ مشہور ہے [1]

[1] قال المفسر وقد فسر الھمز بالموتۃ وھی الخنق ... والنفخ بالکبر والنفث بالشعر کما رواہ ابو داؤد ...

کسی قدر الفاظ کے تغیر کے ساتھ اسی مضمون کی روایت ابوداؤد میں حضرت جبیر بن مطعم رضی سے اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ابوداؤد کی روایت میں ہمز کی تفسیر موتہ۔ خنق سے کی گئی ہے یعنی گلا گھونٹ دینا۔ نفخ کی مراد تکبر اور نفث کی مراد شعر۔ بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دو آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپس میں جھگڑنے لگے۔ حتیٰ کہ اُن میں سے ایک کی ناک غصہ سے اتنی پھول گئی کہ گویا پھٹنے لگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں ایک ایسی چیز جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اس کو کہہ لے تو اس کا غصہ کافور ہو جائے۔ (یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نسائی نے اپنی تالیف۔ الیوم واللیلہ۔ میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

نیز ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کو الفاظ کی کسیقدر تبدیلی کیساتھ نقل کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تعلیم حاصل کرکے اس غضبناک شخص کو فرمائش فرمانے لگے۔ کہ اعوذ باللہ پڑھ لو۔

لیکن وہ کچھ اس قدر آپے سے باہر ہو چکا تھا کہ اس کا غصہ بڑھتا ہی رہا۔ اور بروایت امام بخاری اُس نے حضرت معاذ رضی وغیرہ کو جواب دیا کہ مجھے آسیب نہیں۔

بہر حال استعاذہ کے متعلق بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ یہاں پر اس کا تذکرہ کرنا طویل ہے۔ کتاب الاذکار اور فضائل الاعمال میں ان کا ذکر کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایک ضعیف روایت میں یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام جب سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن پاک لیکر نازل ہوئے تب بھی آپ کو اعوذ باللہ پڑھنے کے لئے کہا تھا۔ چنانچہ ابو جعفر ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے جب جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر حاضر ہوئے تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اعوذ باللہ پڑھئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعوذ باللہ پڑھی جس کے الفاظ یہ تھے۔

استعیذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم

پھر حضرت جبرئیلؑ نے فرمائش کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھئے۔

اس کے بعد کہا اقرأ باسم ربك الذی خلق - الآیہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ سورۃ اقرأ سب سے پہلی سورۃ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نازل ہوئی۔

مسئلہ جمہور علمار کا قول یہی ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے۔ واجب یا فرض نہیں کہ اس کا تارک گنہگار ہو۔

رازی نے عطاء بن رباح کا قول نقل کیا ہے کہ نماز کے اندر بھی اور خارج نماز بھی اعوذ باللہ پڑھنا فرض ہے جب بھی قرأت قرآن کا ارادہ کرے۔

ابن سیرین کا قول ہے۔ ساری عمر میں ایک مرتبہ اعوذ باللہ پڑھنے سے واجب کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجائے گا۔

رازی نے حضرت عطار کے قول کے اولاً قرآن پاک کی آیت کے ظاہری نظم ونسق سے استدلال کیا ہے۔ یعنی یہ کہ قرآن پاک میں امر کے صیغہ کے ساتھ حکم ہوا ہے فاستعذ یعنی قرأت قرآن کے وقت اعوذ باللہ پڑھو) اور حکم الفاظ سے بظاہر لزوم اور وجوب ہی معلوم ہوتا ہے پھر جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس پر ہمیشہ عمل فرماتے رہے تو وجوب کی دلیل واضح ہوگئی۔

علاوہ ازیں شر شیطان کو استعاذہ ہی دفع کرتا ہے اور جس چیز پر واجب کی تکمیل موقوف ہو وہ خود بھی واجب ہوا کرتی ہے۔

ایک دلیل یہ بھی ہے کہ قرآن پاک کی آیت اور احادیث وغیرہ کا لحاظ کرتے ہوئے احتیاط یہی ہے کہ قرأت قرآن کے وقت اعوذ باللہ پڑھی جائے اور تقاضار احتیاط بھی۔ وجوب کی ایک دلیل ہوا کرتی ہے۔

بعض حضرات کا قول ہے کہ استعاذہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا۔ آپ کی امت پر واجب نہیں۔

امام مالکؒ کا یہ قول منقول ہے کہ فرض نماز میں اعوذ باللہ نہ پڑھے۔ ہاں رمضان شریف کی پہلی تراویح شروع کرتے وقت اعوذ باللہ پڑھے۔

ماہ صفر کا قائد کئی شکایتی خطوط دفتر میں آئے ہیں کہ محرم کا سالگرہ نمبر تو پہنچ مگر صفر کا پرچہ نہیں پہنچا ایسے حضرات سے گزارش ہے محرم کے رسالہ کا سرورق ملاحظہ فرمائیں جس پر جلی حروف

دو ضروری باتیں

خط کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور دیں اور اپنا پتہ صاف تحریر فرمائیں - پتہ میں شکستہ تحریر سے غلطی کا امکان ہے (منیجر)

تاریخ عالم

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے دنیاوی حالات

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو قائد ماہ ذی الحجہ)

لباس تاریخ ابن کثیر میں ہے۔

کان اول کسوتھما من شعر الضان جزاہ ثم غزلاہ فنسج آدم لہ جبۃ ولحواء درعا وخمارا ص ۹۲ ج ۱

اُن کا سب سے پہلا لباس بھیڑ کے بالوں کا تھا حضرت آدم اور حوا نے بال کاٹے پھر ان کو اسکو کاتا پھر آدم علیہ السلام نے اپنے لئے اور ایک کرتا اور اوڑھنی حوا کے لئے بُنے

ابن سعد نے اس کی تفصیل بیان کی ہے

جب حضرت حق جل مجدہٗ نے آدم علیہ السلام کی برہنگی پر نظر فرمائی تو حکم فرمایا کہ آٹھ جوڑے جو آسمان سے نازل کئے گئے ہیں اُن میں سے ایک دنبا لیں اور اس کو ذبح کریں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنبا ذبح کیا۔ اور اُس کے اُون کو حضرت حوا نے کاتا اور پھر حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ نے ملکر اس کو بُنا۔ چنانچہ اُس میں سے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے لئے جُبہ۔ اور حضرت حوا کے لئے کرتا اور اوڑھنی بنائی۔ ابن سعد ص ۱۳

اولاد آدم علیہ السلام کا نکاح سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے جوڑواں بچے ہوتے تھے۔ جب اولاد بالغ ہونے لگی تو حکم نازل ہوا کہ بطن اول کے لڑکے کا نکاح بطن ثانی کی لڑکی سے اور بطن ثانی کے لڑکے کا نکاح بطن اول کی لڑکی سے کردیں۔ (ص ۱۳ طبقات ابن سعد)

اولاد آدمؑ کا کسب بڑے لڑکے نے کھیتی شروع کی۔ چھوٹا لڑکا بکریاں چراتا تھا ابن سعد

بیت اللہ کی تعمیر وحی نازل ہوئی۔ آدم۔ میرے عرش کے آس پاس میرا حرم ہے۔ تم اس حرم کے

نہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ عرش کا طول وعرض ساتوں آسمانوں اور زمینوں سے بھی صدہا گنا زیادہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے اور قرآن پاک سے بھی اس کا ثبوت مل سکتا ہے کہ جنتیں ساتویں آسمان کے اوپر سے شروع ہوتی ہیں جہاں سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ عند سدرۃ المنتھی۔ عندھا جنۃ الماوی۔ اور جنتوں کے طول کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ قرآن پاک میں ایک جنت کا عرض ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی برابر بتایا ہے (باقی ملاحظہ ہو ص ۵۰ پر)

بالمقابل زمین پر میرے لئے بیت بناؤ۔ پھر اُس کے پاس جمع رہو۔ جیسے کہ تم نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ میرے عرش کے ارد گرد جمع رہتے ہیں۔ وہاں تمہاری اور تمہاری اولاد کی دعا قبول کی جائے گی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے التجا کی۔ خداوندا میں کس طرح معلوم کر سکتا ہوں کہ زمین کا کونسا حصہ حریم عرش کے مقابلہ میں ہے۔ خداوند عالم نے کچھ فرشتے بھیجدئے۔ جو حضرت آدم علیہ السلام کو بیت اللہ (کعبہ مکرمہ) کی طرف لے چلے۔ اس سفر میں جہاں جہاں کوئی اچھی جگہ نظر آتی تھی حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے قیام کیلئے فرمائش کرتے۔ یہ تمام مقامات بڑے بڑے شہر ہوگئے۔ اور جن جن حصوں سے گذر گئے وہ خالی میدان رہے بہر حال حضرت آدم علیہ السلام اُس مقام پر پہنچے جہاں کعبہ کی تعمیر ہوئی تھی

حضرت آدم علیہ السلام نے پانچ پہاڑوں کے پتھر سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ طور سینا۔ طور زیتون لبنان۔ جودی۔ اور اُس کے کھنبے حرار پہاڑ کے پتھروں کے بنائے۔

جب تعمیر بیت اللہ سے فارغ ہوئے تو فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کو عرفات لے گئے۔ وہاں ان تمام مناسک سے مطلع کیا جن کو آج ادا کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مکہ معظمہ میں لاتے جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کو دوبارہ ہندوستان واپس لائے۔ جہاں نوذ مقام پر آپ کی وفات ہوئی۔

حج حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس مرتبہ پاپیادہ حج ادا کئے (ابن سعد)

دنیا میں سب سے پہلی خونریزی | سب سے پہلا ظالم۔ سب سے پہلا مظلوم اور سب سے پہلا مینار خسا

حضرت آدم علیہ السلام کا بڑا لڑکا جس کا نام قابیل بتایا گیا ہے) کھیتی کرنے لگا تھا۔ چھوٹا لڑکا جس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹) اور اس قسم کی سات جنتوں کے اوپر عرش رحمٰن ہے تو کیا حریم رحمانی کعبہ کے طول و عرض کی برابر ہے۔ حالانکہ کعبہ تقریباً دس گز لمبا اور دس گز چوڑا ہے۔ یہ سوال ظاہری صورت میں نہایت اہم ہے۔ لیکن جب اقلیدس کے نکتہ نظر سے غور کیا جائے تو اس کا جواب واضح ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زمین اور آسمانوں کو کروی مانا گیا ہے۔ ہر ایک کرہ دوسرے کو محیط ہے۔ جبکہ چھوٹے بڑے کرے ایک دوسرے کو محیط ہوں تو لامحالہ بڑے دائرہ کے بالمقابل چھوٹے دائرہ کا حصہ بہت چھوٹا ہوگا۔ کیونکہ ایک مرکز سے جب دو خطوط کھینچے جائیں گے تو وہ مثلث کی دو ساق کی حیثیت رکھیں گے اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ مثلث کی دو ساق جس قدر بڑھتی رہیں اتنا ہی انکے درمیان کا فصل بڑھتا رہتا ہے۔ ۱۲ محمد سبحان

کا نام ہابیل بیان کیا گیا ہے ، بکری چراتا تھا۔

کھیتی والے کی حقیقی بہن خوبصورت تھی ۔ مگر اُس سے اس کا نکاح اس زمانہ کے قانون کے بموجب نہیں ہوسکتا تھا (جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا) بکریوں والے (چھوٹے لڑکے) کی بہن بد صورت تھی ۔ اُس کا نکاح کھیتی والے سے ہونا چاہیئے تھا ۔ مگر بڑے لڑکے (یعنی کھیتی والے) کی نیت میں فساد آگیا ۔ اُس نے چاہا کہ حکم شریعت کے برخلاف حقیقی بہن کو حبالہ عقد میں لے آئے حالانکہ یہ شکل حرام اور ممنوع تھی ۔ اب دونوں بھائیوں میں آپس میں بحث ہوئی ۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بتایا کہ خداوند عالم کا حکم یہی ہے تو قابیل نے اس کو آدم کی منگھڑت بنا کر انکار کر دیا ۔ (طبقات صفحہ ۱۲) چھوٹے بھائی یعنی ہابیل نے کہا اچھا اپنی اپنی قربانیاں پیش کریں (اُس زمانہ کے معجزانہ قانون کے بموجب) (طبقات صفحہ ۱۳) جس شخص کی قربانی کو آگ لے جائیگی وہی اس لڑکی کا مستحق ہوگا ۔ چنانچہ ہابیل جس کے پاس بکریاں تھیں وہ اچھی قسم کا ایک سفید دُنبا سینگوں والا موٹا تازہ نہایت مسرت کے ساتھ قربانی کے لیئے لایا ۔ اور قابیل جو کھیتی کیا کرتا تھا اُس نے تنگ دلی اور کوفت کے ساتھ خراب غلہ کا ایک ڈھیر لگا دیا ۔ اور دل میں یہی خیال تھا کہ قربانی قبول ہو یا نہ ہو مجھے بہر حال حسینہ سے نکاح کرنا ہے ۔ پس یہ دُنبا قبول کر لیا گیا اور اس کو خداوند عالم نے محفوظ رکھا ۔ چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بجائے جو دنبا غیب سے آکر حضرت اسمٰعیل کی جگہ ذبح ہوا تھا وہ یہی دنبا تھا ۔ اس دنبے کو چالیس سال جنت میں بھی رکھا گیا تھا ۔

اب قابیل بہت جھنجلایا اُس نے کہا کہ میں تجھے مار ڈالوں گا ۔ ہابیل نے جواب دیا ۔ اگر تو مجھے مارنے کو ہاتھ بڑھائیگا تو میں تو تیرے قتل کے لیئے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا ۔ قربانی پیش کرنا تو شریعت کے مطابق تھا یہ شرعاً حرام ہے میں اس کا ارتکاب نہ کروں گا ۔ [۱] میں تو رب العالمین سے ڈرتا ہوں [۱]

ا ز ا ہ ہمہ ہمہ ا ہ یم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی آیندہ نسل اسی کا فر سے چلی

---

[۱] ایسے موقعہ پر مدافعت بیشک لازم ہے لیکن اگر حد مدافعت سے تجاوز کرے اس کی نیت میں بھی قتل ہی ہو تو اب دونوں کی حیثیت ایک ہی ہو جاتی ہے ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا تواجہ المسلمان بسیفھما فالقاتل والمقتول فی النار قالوا یا رسول اللہ ھذا القاتل فما بال المقتول قال انہ کان حریصا علی قتل صاحبہ (صحیحین) یعنی جب دو مسلمان تلوار لیکر ایک دوسرے کے مقابلہ پر آجائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ۔ صحابہ نے عرض کیا قاتل تو ۴۲ بیشک اسکا مستحق ہے مگر مقتول کا کیا قصور ۔ ارشاد ہوا ۔ اس کو بھی قتل کر ڈالنے کی تمنا تھی اور وہ اسی کوشش میں تھا ۔ [illegible]

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور سیاسی انقلاب

اسلام اور آئین حکومت

(حصہ دوم) ——— از مولانا محمد میاں صاحب

گذشتہ سال "اسلام اور آئین حکومت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوتا رہا تھا اسی عنوان کے ماتحت بنیادی حقوق کے سلسلہ میں سیدنا حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" کے اقتباسات بھی پیش کئے گئے تھے۔

ابھی یہ مضمون ناتمام تھا کہ ۵۸ھ کے آغاز پر سالگرہ نمبر میں رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ مقدسہ کا انقلابی پہلو یا "اسلام اور سوشلزم" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا گیا۔ یہ مضمون اگرچہ ۴۰ صفحات کا ہے۔ مگر تاہم ناتمام ہے۔

علاوہ ازیں گذشتہ سال مولانا سید فاہم علی صاحب کا مضمون "اسلام اور زمیندار" کے عنوان سے کئی نمبروں میں شائع ہو چکا ہے۔ جس کا بہت زیادہ حصہ خاکسار کے خیال میں تنقید کا محتاج ہے۔ آئندہ کے لئے حجۃ اللہ البالغہ کے اقتباسات نور رسالہ قائد میں شائع کرنا اس لئے مناسب نہ ہوگا کہ ان تمام عبارتوں کا ترجمہ "علماء ہند کی شاندار ماضی" میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا سیاسی نکتۂ نظر بیان کرتے ہوئے لے لیا گیا ہے۔ جو انشاء اللہ ایک ڈیڑھ ماہ میں طبع ہو کر خریداران شاندار ماضی" کے مطالعہ میں آجائے گا۔ اور ایک مطبوعہ مضمون کی حیثیت حاصل کرے گا۔

البتہ "رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور سیاسی انقلاب" کا شائع شدہ حصہ یقیناً تکمیل کا خواہاں ہے۔ جس کے ضمن میں حجۃ اللہ البالغہ سے جا بجا امداد لیجائے گی۔ اور اسی سلسلہ میں زمیندارے کے متعلق جو اسلام کا نکتۂ نظر ہے وہ بھی انشاء اللہ واضح ہو جائیگا۔

آج بنام خدا اس سلسلہ کی پہلی قسط ہدیہ ناظرین ہے۔ واللہ الموفق للاتمام

نظامِ رحمت

بیان کیا جا چکا ہے کہ حکومت اسلام کا بنیادی نکتہ نظر رحمت ہے - چنانچہ اُس کے قانون ساز کا خطاب جس سے تبرک و تیمن کرتے ہوئے قانون اسلام یعنی قرآن حکیم کا آغاز ہوا رحمٰن - رحیم - ارحم الراحمین - رب العالمین ہے - اُسی قانون کو ھُدیٰ اور رحمت کہا گیا -

اُسی قانون مکمل کے مبلغ اور ناشر کو رؤف اور رحیم خطاب دیا گیا -

اور رؤف ورحیم کی بعثت کی غرض بیان فرمائی گئی کہ

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - ہم نے تمکو صرف اسلئے بھیجا ہے کہ تمام جہانوں پر رحم کریں

لیکن کوئی قانون خواہ کتنا ہی بہتر کیوں نہو - جب تک اس پر عمل نہ ہو تو اس کے متعلق تمام دعوے بے مغز بلکہ مکر و فریب ہوا کرتے ہیں -

اس حصہ میں ہمیں یہی دکھانا ہے کہ اس قانون کے سچے ماننے والوں نے اس قانون کی کہاں تک پیروی کی -

آج جبکہ مسلمانوں کا اقبال منھ موڑے ہوئے ہے - اُن کے دماغ اور قلب، فکر اور رائے پر گاڑھی غلامی کا تسلط ہے - تو بیشک کوئی مثال موجودہ زمانہ کی ہم پیش نہیں کر سکتے - اور بدقسمتی سے زمانہ حاضر کی غلامی نتیجہ ہے سیکڑوں سال کی تنزل پذیر رفتار کا - لہذا چند صدی پیشتر کے واقعات بھی گرچہ دامن مسلم پر سیاہ داغ ہو سکتے ہیں مگر ہم اُن کو دامن اسلام کا داغ تسلیم نہیں کر سکتے -

اسلام کے مقدس دامن پر صرف وہی نظریہ یا نقص دھبہ کی نمائش حاصل کر سکتا ہے جو اس حکومت کے دور میں پایا گیا ہو - جس کو خود اسلام نے اسلامی حکومت کا دور تسلیم کیا ہے - جسکو دوسرے الفاظ میں خلافت راشدہ سے تعبیر کیا جاتا ہے -

رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ

الخلافۃ فی امتی ثلثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک (ترمذی شریف وفی المشہور الصحیح) ثم تکون ملکا عضوضا	میرے بعد خلافت تیس سال رہیگی پھر ایک گزندرساں کٹکھنا ملک اور نقصان دہ شاہیت ہوجائے گی -

اسی دور کے متعلق ارشاد ہوا ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین عضوا علیہا بالنواجذ تمپر لازم ہے کہ میری سنت کی اتباع کرو- اور خلفاء راشدین کی سنت کی اتباع کرو انکو دانتوں سے پکڑ لو- لہذا ہمیں عملی حیثیت سے صرف خلافت راشدہ ہی کے واقعات ہی کو دلیل میں پیش کرنا ہے اور ان ہی سے سبق حاصل کرنا ہے-

اس موقعہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک دوسرا ارشاد سامنے آتا ہے- جو نہایت موثق اور معتبر سند سے ہم تک پہنچا ہے-

(اتبعوا باللذین بعدی ابی بکر وعمر صحاح)

اس ارشاد گرامی نے خلیفہ اول اور دوم کے عہد حکومت سے سلسلہ استدلال کو خاص طور پر مربوط کر دیا-

اس مختصر تمہید کے بعد اصول رحمت پر عملدرآمد کے چند نمونے ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں

(۱)

خلفاء راشدین کے سب سے پہلے خطبے

(الف) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیعت خلافت کے بعد سب سے پہلے خطبہ میں ارشاد فرمایا

اما بعد فانی ولیت امرکم و	بعد حمد و صلوۃ- میں تمہارے معاملات کا والی اور تمہارا
لست بخیرکم ولکنہ نزل القرآن	متولی قرار دیا گیا ہوں- حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں حقیقت
وسن النبی صلے اللہ علیہ	یہ ہے کہ قرآن پاک نازل ہوا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وسلم دعلمنا فعملنا- واعلمن	قاعدے اور قانون مقرر فرمائے- ہم لوگوں کو تعلیم دی ہم
ایہا الناس- ان اکیس الکیس الہدی	نے ان پر عمل کیا (لہذا) سب سے بڑی دانشمندی اُن قواعد
(او قال) التقی- ستک ابو عبید	اور قوانین کی پابندی اور پیروی ہے- اور اُن سے کوتاہی
واکثر ظنی انہ التقی- وان اعجز	بے عملی اور اُنسے روگردانی بدترین عاجزی اور حماقت
العجز الفجور- وان اقوام عندی	ہے- یاد رکھو ایک کمزور شخص میرے نزدیک تم سب سے زیادہ
الضعیف حتی اخذ لہ بحقہ	قوی ہے- تا آنکہ میں اس کا حق اسکو دلا دوں- اور ایک
ان اضعفکم عندی القوی حتی	قوی میرے نزدیک سب سے زیادہ کمزور ہے حتی کہ میں اس سے
اخذ منہ الحق- یا ایہا الناس	حق وصول کر لوں- اے لوگو! میں صرف پیروی کرنے
انما انا متبع ولست بمبتدع	والا ہوں- نئے طریقے ایجاد کرنیوالا-

فان انا احسنت فاعینونی - وان انا زغت فقومونی - اقول قولی ھذا و استغفر اللہ لی و لکم (کتاب الاموال لابی عبید اللہ متوفی ۲۲۴ھ)

اگر میں خوش اسلوبی سے کام کرتا رہوں تو تم میری مدد کرو - اور اگر میں منحرف ہوں تو تم مجھے سیدھا کردو - یہ میرا قول ہے جو پیش کر رہا ہوں اور خدائے بالا و برتر سے اپنے اور تمہارے لئے دعاء مغفرت کرتا ہوں -

---

اس مختصر مگر معنی خیز خطبہ کو بار بار پڑھیئے ہر ہر جملہ کی تشریح ایک دفتر کی محتاج ہے "کلام الملوک ملوک الکلام" - مندرجہ ذیل نظریے واضح اور نمایاں طور پر ظاہر ہو رہے ہیں :-

(۱) خلیفہ متولی یا ولی کی حیثیت رکھتا ہے - مالک نہیں ہوتا - (۲) خلیفہ کا فرض ہے کہ وہ خود کو عوام سے بہتر اور برتر سمجھے - (۳) خلیفہ کا فرض اور خلافت کا مقصد صرف یہ ہے کہ قوانین الٰہی دنیا میں نافذ کرے - (۴) ہر چھوٹے بڑے کے حقوق کا تحفظ اور اُن کی ادائگی فرض خلیفہ ہے - (۵) قانون بنانا خلیفہ کا کام نہیں یہ بدعت ہے - خلیفہ کا کام قانون نافذ کرنا ہے - (۶) خلیفہ کی اطاعت جب ہی ضروری ہے جبکہ وہ حق پر ہو - (۷) جمہور ایک ایسی طاقت ہے جو خلیفہ کی کجی دور کر سکتی ہے -

(ب) فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سب سے خطبہ میں ارشاد فرمایا -

انی اوصیکم بتقوی اللہ الذی یبقی ویہلک من سواہ الذی بطاعتہ ینتفع اولیاءہ وبمعصیتہ یضر اعداءہ فانہ لیس لہالک ھلک معذرۃ فی تعمد ضلالۃ حسبہا ھدی ولا فی ترک حق حسبہ ضلالہ وان احق ما تعہد الراعی من رعیتہ تعہدھم بالذی للہ علیہم فی وظائف دینہم الذی ھداھم اللہ لہ -

میں تمہیں تقوی (قانون الٰہی کی پابندی) کی تاکید اور نصیحت کرتا ہوں وہی باقی رہیگا اس کے ماسوا سب ہلاک ہو جائیں گے - وہ معبود جسکی طاعت سے اولیاء اللہ نفع حاصل کرتے ہیں اور جسکی نافرمانی سے دشمنان خدا کو نقصان پہنچتا ہے - ایک تباہ کار کے لئے جو تباہ ہو رہا ہے کوئی عذر نہیں رہتا اُس گمراہی کے اختیار کرنے میں جسکو وہ ہدایت سمجھ بیٹھا ہے یا اسکو چھوڑنے میں جسکو وہ گمراہی تصور کر رہا ہے - رعیت کے متعلق حاکم کی نگرانی کا سب سے زیادہ مستحق وہ خداوندی حقوق ہیں جو دینی فرائض کے سلسلہ میں اُن پر واجب ہیں جن کی طرف خداوند عالم نے انکی رہنمائی فرمائی ہے -

وانما علینا ان نامرکم بما امرکم
الله به من طاعته وان ننهاکم
عما نهاکم الله عنه من معصیته
وان نقیم امر الله فی قریب الناس
وبعیدهم ولا نبالی علی من کان
الحق وان الله فرض الصلوٰة۔
وجعل لها شروطا
فمن شروطها الوضوء و
الخشوع والرکوع والسجود
واعلموا ایها الناس ان الطمع فقر
وان الیاس غنی۔ وفی العزلة راحة
من خلطاء السوء۔ واعلموا انه
من لم یرض عن الله فیما اکره من
قضاءه لم یود الیه فیما یحب کنه شکره
واعلموا ان لله عبادا یمیتون
الباطل بهجره ویحیون الحق بذکره
رغبوا فرغبوا ورهبوا فرهبوا
ان خافوا فلا یامنوا ابصروا
من الیقین ما لم یعاینوا فخلصوا
بما لم یزایلوا۔
اخلصهم الخوف فهجروا
ما ینقطع عنهم لما یبقی علیهم
الحیاة علیهم نعمة والموت لهم کرامة

ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم صرف انہیں احکام کی اطاعت کا حکم کرتے رہیں جن کا حکم خداوند عالم نے فرمایا ہے اور تمہیں اس نافرمانی اور سرکشی سے روکتے رہیں جس سے خداوند عالم نے منع فرمایا ہے۔ اور یہ کہ ہم خداوند عالم کے حکم کو دوستوں اور اجنبیوں میں نافذ اور جاری کرتے رہیں اور اس کی پرواہ نہ کریں کہ حق وصداقت سے کس کو نقصان پہنچتا ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی۔ اور اس کے لیے بہت سی شرطیں مقرر فرمائیں۔ وضو۔ خشوع۔ رکوع۔ اور سجدہ وغیرہ۔ اور شرائط اور ارکان نماز ہیں۔ (نماز کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ فرمائیے اساس انقلاب یا مراقبۂ نماز مصنفہ مولانا محمد بن عبداللہ انصاری مدظلہ) اے لوگو یاد رکھو۔ لالچ فقر واحتیاج ہے (ابنا جنس سے امید نہ رکھنا) غنی اور تونگری ہے۔ تنہائی پسندی میں برے دوستوں سے راحت اور عافیت ہے۔ اور یاد رکھو جو شخص قضا وقدر کے اس فیصلہ پر راضی نہ ہو جو اس کو گوارہ ہو۔ پسندیدہ چیزوں میں بھی حقیقت شکر سے اس کو انسیت نہ ہوگی۔ اور یاد رکھو اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جو ترک باطل کرکے باطل کو فنا کیا کرتے ہیں۔ اور حق کی یادداشت کرکے حق سے محبت کیا کرتے ہیں انکو (امور خیر کی) رغبت دلائی گئی چنانچہ وہ انہیں کے مشتاق ہوگئے (بری باتوں سے) ان کو ڈرایا گیا اور وہ ڈرنے لگے۔

[1] کتاب الخراج للامام ابو یوسف صہ ۱۳ المطبوع فی المطبعۃ السلفیہ (مصر)

ترجمہ فیہ مافیہ

یعنی

ملفوظات مولانا جلال الدین رومی

(از مولانا حافظ محمد یوسف صاحب انصاری گنگوہی)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ قائد ماہ ذالحجہ ۵۷ھ)

مولانا نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ امیر پروانہ سے میں نے یہ اس لئے کہا کہ تم اول تو پشت پناہ اسلام بنے۔ کہ تن من دھن۔ عقل و رائے تدبیر سب قوتیں اسلام کی بقا اور ترقی کے لئے وقف کر دیں۔ تاکہ اسلام باقی رہے۔ لیکن اعتماد اپنی رائے پر کیا۔ ہر چیز کو اللہ جل شانہ کی طرف سے نہ سمجھا کہ وہ ہی توفیق دے تو سب کچھ ہوتا ہے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے اس اعتماد کو سبب ضعف اور کوشش کو سبب نقص کر دیا۔ اس طرح کہ تو تاتاریوں سے جا ملا۔ اور شامیوں اور مصریوں کے تباہ کرنے اور اسلامی سلطنتوں کے برباد کرنے میں تو نے ان سے اتحاد کر لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سبب بقائے اسلام کو سبب نقص اسلام بنا دیا۔ اس حالت میں اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ محل خوف ہے۔ اور صدقہ دینا چاہئے کہ اس حالت بد سے وہ تجھے چھٹکارا بخشے۔ گو تجھے ایسی عبادت سے ہٹا کر معصیت میں مبتلا کر دیا ہے۔ تاہم اس ذات پاک سے امید منقطع نہ کرنی چاہئے۔ چونکہ اس عبادت میں تو نے اپنی ذات کو مؤثر سمجھا۔ اور خدا کی طرف توجہ نہ رہی۔ اس لئے تو اس معصیت میں پڑ گیا۔ اب اس حالت معصیت میں بھی اُس کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ گریہ وزاری کرنی چاہئے۔ اس میں قدرت ہے کہ جیسے عبادت سے معصیت پیدا کر دی۔ اس معصیت سے عبادت پیدا فرما دے۔ یعنی اس معصیت کو عبادت سے بدل دیں۔ تجھکو اس میں پشیمانی دیں اور ایسے اسباب مہیا فرما دیں کہ تو پھر قوت و شوکت اور سبب کثرت اسلام ہو جائے۔ بہر حال اس کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ بفحوائے انہ لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ میری غرض یہ تھی کہ وہ اس حالت کو سمجھے اور خدا سے تضرع و زاری کرے۔ صدقہ دے۔ کیونکہ اعلیٰ حالت سے نہایت پست اور زبوں حالت میں آگیا ہے۔ اس حالت میں بھی نا امید نہ ہو۔ حق تعالیٰ جل شانہ کے کام تدبیر سے بھرے ہیں۔ بہت سی صورتیں بظاہر اچھی دکھلاتے ہیں لیکن ان چیزوں کا باطن خراب ہے۔ آدمی اپنی

اصابت رائے اور کاموں کی موزونیت پر مغرور نہ ہو جائے۔ اگر تمام چیزیں جیسے دکھلائی دیتی ہیں فی الحقیقت ویسی ہی ہوتیں تو حضور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم باایں ہمہ نظر غائر و منور و فراست یہ دعا نہ فرماتے کہ "ارنی الاشیاء کما ھی" اے خدا مجھے سب چیزیں اس حال میں دکھلا جس میں وہ حقیقتاً ہیں۔ ایک چیز بری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ اچھی ہے۔ لہذا ہمیں ہر چیز اس رنگ میں دکھلا جس میں وہ حقیقتاً ہے۔ تاکہ دھوکہ نہ کھائیں۔ اور گمراہی میں نہ رہیں۔ مانا کہ تیری رائے نہایت اچھی اور نہایت روشن اور صائب ہے۔ تاہم مذکورہ بالا رائے سے بہتر نہیں ہو سکتی۔ وہ یوں دعا کرتے ہیں۔ لہذا تو بھی ہر تصور اور رائے پر بھروسہ مت کر۔ اس کی حضور میں تضرع اور زاری کر۔ اور ہمیشہ اس سے خائف رہ۔ میرا مقصد تو یہ تھا۔ لیکن اس نے اس آیت اور اس تفسیر کی تاویل اپنے خیال اور رائے کے مطابق یوں کر لی کہ لشکر کشی کے وقت مناسب نہیں ہے کہ اپنی رائے اور لشکر پر بھروسہ کریں۔ اور اگر شکست ہو جائے تو اس خوف اور بیچارگی میں بھی ذات باری سے آس نہ توڑنی چاہیئے۔ اس نے بات اپنے مطلب و منشا کے موافق کر لی مگر میرا مقصد وہ تھا جو میں نے عرض کیا۔ (باقی آئندہ)

سیرت اصحاب صفہ

اصحاب صفہ کون کون حضرات تھے

مقبولان بارگاہ کی مقدس جماعت

(از حضرت مولانا محمد شفیع اللہ صاحب سہسرامی مدرس دار العلوم معینیہ۔ اجمیر)

(بسلسلہ قائد ذالحجہ ۵۶ھ)

اسمار بن حارثہ۔کنیت ابو محمد۔سلسلہ نسب یہ ہے۔اسماء بن حارثہ بن سعید بن عبد اللہ بن غیاث بن سعد۔بعض اہل تاریخ نے سلسلہ نسب میں ہند کو ذکر کیا ہے مگر حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں اس کو غلط کہا ہے۔ہند ان کے بھائی ہیں۔اسمار اسلمی ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم عاشورا کے احکام کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا تھا۔چنانچہ آپ نے اپنی قوم میں بڑی سرگرمی کے ساتھ فرائض تبلیغ انجام دئے۔یوں تو اسماء کے سات بھائی تھے مگر اُن میں سے صرف ہند حضور کی شرف خدمت وملازمت صحبت سے مشرف ہوئے۔اسمار اور ہند دونوں بھائی اصحاب صفہ سے ہیں۔حافظ سیوطی نے ہند کو اہل صفہ میں شمار نہیں کیا ہے۔مگر استیعاب۔اصابہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ ہند بھی خادمان باب نبوی اور اہل صفہ سے تھے۔پیشوائے اہل صفہ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ اسمار اور ہند دونوں بھائی باب نبوت کے ملازم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ہمیشہ مشغول ومصروف رہتے تھے دونو بھائی بیعت رضوان اور حدیبیہ میں شریک تھے اسماء نے اسی برس کی عمر میں ۶۶ھ میں بصرہ میں وفات پائی اور ہند نے مدینہ منورہ میں عہد

عمرو بن عوف المزنی۔کنیت ابو عبد اللہ۔سلسلہ نسب یہ ہے۔عمر بن عوف بن زید بن ملیحہ۔ف عمر بن عوف کی تقریباً آٹھویں پشت میں ایک شخص عمرو بن طابخہ تھا اس کی بیوی کا نام مزینہ بنت کلب تھا۔اس کی تمام اولادیں ماں کی نسبت سے مزنی کہلاتی ہیں۔قدیم الاسلام ہیں۔سب سے پہلے جنگ ابوا یا خندق میں شرکت کی۔آپ سے متعدد حدیثیں آپ کے پوتے کثیر بن عبد اللہ نے روایت کی ہیں مگر نقادان فن حدیث کثیر کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ہجرت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تحویل قبلہ سے پیشتر بیت المقدس کی جانب سولہ یا سترہ ماہ علی اختلاف الروایات نماز پڑھنے والوں کے ساتھ عمرو بن عوف بھی تھے تولوا واعینھم تفیض من الدمع جن حضرات کے بارے میں نازل ہوئی اُن کے اسماء میں اہل علم کا اختلاف ہے۔چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے تفسیر مظہری میں اس اختلاف کو قدرے بسط کے ساتھ لکھا ہے انہیں حضرات میں عمرو بن عوف کا بھی شمار کیا ہے۔مدینۃ الرسول میں سکونت پذیر تھے اور اسی زمین میں آخر خلافت معاویہ میں وفات پائی۔

عمرو بن عبسہ السلمی۔ کنیت ابو نجیح یا ابو شعیب۔ سلسلہ نسب مختلف بیان کیا جاتا ہے۔ اصابہ میں اس سلسلہ کو اصح بتلایا ہے۔ عمرو بن عبسہ بن خالد بن عامر بن خفاف بن امرء القیس بن بہشہ بن سلیم قدیم الاسلام ہیں۔ اسلام قبول کرنیکے بعد اپنے وطن تشریف لے گئے تھے پھر جنگ خیبر کے بعد اور فتح مکہ سے قبل صحبت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ بعض اہل سیر کا بیان ہے کہ آپ بدر میں شریک تھے۔ اصابہ میں ہے کہ حمص میں تقریباً چہار صد صحابہ نے اقامت اختیار کی ان میں سے عمرو بن عبسہ بھی ہیں۔ زبدۂ اہل صفہ حضرت ابو ذر غفاری کے اخیافی بھائی ہیں آپ کے فضل و کمالات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ابو امامہ باہلی۔ سہیل بن سعد ابن مسعود جیسے اجل صحابہ آپ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ان عقلاء صحابہ سے ہیں جو عہد جاہلیت ہی میں اپنی فطرت سلیمہ کے باعث بت پرستی سے متنفر و کنارہ کش تھے۔ چنانچہ عمرو کے فکر مند قلب نے تلاش حق میں کمر باندھی اور ہر ایک سے اس کے متعلق گفت و شنید کرنی شروع کردی۔ بالآخر کسی نیک بخت نے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا حال سنایا۔ یہ مژدہ جانفزا سنتے ہی شد رحال کر کے مکہ میں حاضر ہو کر شرف ملاقات سے مشرف ہوئے۔ اور خوب جی بھر کر دیدار جمال جہاں آرا سے سیراب ہوئے۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است   افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

استعداد کامل ہو چکی تھی فوراً اسلام قبول کر لیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مظلومیت و بیکسی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ عمرو نے ملازمت صحبت کی تمنا ظاہر کی تو ارشاد ہوا کہ تم تاب نہ لا سکو گے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے وطن لوٹ جاؤ۔ جب وہ وقت آئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے نصر و فتح عطا فرمائے تو خبر پاتے ہی چلے آنا۔ عمرو نے تعمیل ارشاد کی اور گھر واپس آگئے۔ بڑی بے چینی سے چشم براہ تھے۔ غایت شوق میں ہر آنے والے مسافر سے دریافت کرتے۔ جوں جوں مدت قریب ہوتی آتش شوق تیز ہوتی جاتی تھی ؎

وعدہ وصل چوں شود نزدیک   آتش شوق تیز تر گردد   نہ عشق

بالآخر وہ وقت سعید آ گیا جس کا وہ بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ کسی مخبر نے خبر دی کہ نبوت کا ماہ منیر مدینہ کی افق پر طلوع ہو گیا۔ فوراً چل پڑے۔ حاضر خدمت ہو کر تعلیمات الٰہی اور اخلاق نبوی سے اپنی دامن بھر

صد شکر کہ از تشنگی غم رستیم ؛ چوں قطرہ بدریائے کرم پیوستیم ؛ بر کشتی توفیق ازل بنشستیم ؛ وز زمزم قدس چہرۂ دل شستیم

عمرو کا اہل شام میں شمار ہے حمص میں وفات ہوئی تاریخ وفات کی تعیین مشکل ہے۔ مگر چونکہ حضور کے بعد آنیوالے فتنوں میں نیز عہد معاویہ میں انکا کوئی تذکرہ نہیں اس لئے گمان غالب ہے کہ اواخر خلافت عثمانی میں وفات ہوئی۔ (باقی آئندہ)

یتیم بچہ

گذشتہ سے پیوستہ

تلاش حق صبح کا سہانا وقت ہے۔ آسمان کے کناروں پر ہلکی ہلکی بدلیوں کے جھالر نسیم صبا کی نازک رفتار کے ساتھ حرکت کر رہے ہیں۔ لب محبوب سے بھی زیادہ پیاری۔ سبزے کی نازک پتیاں باد صبا کے جھوکوں سے ادھر ادھر گر رہی ہیں۔ پھول اس عجیب نظارہ سے خندہ زن ہیں اور غنچے مسکرا رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چڑیاں چہچہاتی ہوئی آتی ہیں اور کبھی گل اور غنچوں کے لبوں کو چومتی ہیں۔

سبزہ زار کے بیچ میں چاک گریباں دریا اپنے صاف اور شفاف سینے سے آئینہ کو شرما رہا ہے۔ اور نسیم سحر کے جھوکوں نے سطح آب پر گویا تاروں کا تختہ رواں بچھا دیا ہے۔

سر بفلک پہاڑوں کی آبشاروں نے حسینۂ فطرت کی گردن میں موتیوں کے پیچ در پیچ ہار اور لڑیاں پہنا کر اس منظر کو قدرت کا ایک معجزہ بنا دیا ہے۔

وہی یتیم بچہ یعنی "یقظان" جو خداداد فطرت اور ذکاوت سے لباس۔ خوراک اور سامان رہائش فراہم کر چکا ہے ایک اونچے ٹیلے پر کھڑا ہوا قدرت کے اس حیرت انگیز نظارہ کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے تجربہ نے یہ بتا دیا تھا کہ جس طرح کپڑا۔ خیمہ۔ لباس وغیرہ جو پہلے موجود نہ تھا۔ مگر اس نے اپنی فہم و فراست کی رہنمائی سے ان چیزوں کو حاصل کیا۔ اسی طرح اس کے سامنے کی ہر ایک چیز یقیناً کسی کاریگر کی بے پناہ صنعت کا ثمرہ ہو گی۔

جب بھی یقظان نے کوئی نئی چیز ایجاد کی۔ تو اس نے محسوس کیا تھا کہ ایک پوشیدہ ہدایت اس کے دل کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ گویا فہم و بصیرت کی ایک کرن اس کے دل پر پڑتی ہے جس کی روشنی میں وہ راستہ دریافت کر لیتا ہے

اس وقت اُس کے سامنے صرف ایک سوال تھا اور وہ اُس کے جواب کے لئے بے چین تھا یعنی یہ کہ یہ اونچا اور نیلا گنبد۔ یہ سفید اور چمکدار بادل۔ یہ نشاط انگیز نسیم صبا۔ یہ چہچہاتے ہوئے پرندے یہ کھلاریاں کرنے والے درندے اور یہ شاداب سبزہ۔ یہ موتیوں کی موجوں والا دریا۔ یہ آسمان سے باتیں کرنے والے پہاڑ۔ رخسار محبوب سے زیادہ پیارے پھول اور لب نازک سے زیادہ نازک پنکھڑیاں

کہاں سے آئیں اور کس نے پیدا کیں وہ غور کر رہا تھا کہ مدتوں کی کاوش کے بعد اس نے کمبل بنایا ہے۔ جو نہایت بھدا۔ بہت بدنما۔ حد سے زیادہ بھونڈا۔ تو یہ عجیب وغریب پھول اُن کی نازک پتیاں اور پتیوں سے زیادہ نازک رگِ گل۔ کس نے بنائی۔

وہ غور کر رہا تھا کہ اس کے بدن میں اگر تین ہاتھ ہوتے۔ یا کسی ہاتھ کی ہتھیلی نہ ہوتی یا ہتھیلی کی کوئی انگلی نہ ہوتی۔ یا انگلی میں جوڑ نہ ہوتے، جو ضرورت کے وقت کھلجاتے اور بند ہو جاتے یا انگلیوں میں ہڈی نہ ہوتی۔ یا ناخن نہ ہوتا۔ سر انگشت صرف گوشت ہوتا۔ یا گوشت نہ ہوتا صرف ہڈی ہوتی۔ تو کیا اس کا ہاتھ یہ کام دے سکتا تھا۔ اور کیا وہ ایک پتھر کی طرح بیکار نہ ہوتا۔ اس کا رات دن کا تجربہ تھا کہ اگر وہ کسی جگہ پہنچنا چاہے۔ تو کافی وقت صرف ہوتا ہے۔

لیکن اس کی تیز نگاہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ دور پہنچ جاتی ہے وہ ایک لمحہ کے تھوڑے سے جز میں آسمان اور آسمان کے تاروں تک پہنچ جاتی ہے۔ جن کے فاصلہ کی کوئی حد معلوم نہیں۔

اس کے ان سوالات میں اور نزاکت پیدا ہوگئی۔ جب اس کو خیال آیا کہ جس وقت وہ لباس کی تلاش میں سرگرداں تھا تو اُس کے ذہن میں نور ہدایت کی ایک کرن پیدا ہوئی تھی۔ اور گویا کسی نے اس کو ایک راستہ کی تلقین کردی تھی۔ اس وقت یہ سوال بھی اس کے سامنے تھا کہ وہ تلقین کرنے والا کون تھا۔ اس کے سامنے اس قسم کے بہت سے سوالات پیدا ہو رہے تھے۔ اور اس کی سرگردانی بڑھتی جا رہی تھی۔

اس نے اپنے سامنے کی تمام کائنات پر نظر ڈالی۔ وہ چاہ رہا تھا کہ ان سوالات کے الجھاؤ کو دور کرنے کے لئے کسی کو خالق تلاش کر لوں۔ اس کی متجسس نظر کے سامنے وہ عجیب وغریب فراٹے بھرتا ہوا دریا آیا۔ جو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نکلکر اس لق ودق میدان کی وادی میں بہہ رہا تھا۔ اُس نے غور کیا کہ اس تمام شادابی اور سبزہ کا مربی بھی دریا ہی ہے اسی کے پرورش کردہ پودوں کے پھل سے وہ زندگی بسر کرتا ہے اسی کے سیراب کردہ سبزہ اور مرغزار سے سارے جانور اپنا رزق حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ اسنے دریا کی عظمت کے سامنے اپنی گردن جھکادی۔ کائنات ارضی کی دوسری چیز جس نے اُس کی متلاشی نگاہ کو اپنی طرف مائل کیا وہ ہوا تھی۔ اسی طرح پہاڑ بھی اس کو اپنا گرویدہ بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ ہوا کے لئے نہ کوئی معین جگہ تھی۔ نہ کوئی معین رُخ۔ نہ وہ نظر میں

آتی تھی اور نہ ہاتھ میں۔ اس لئے اس کے متعلق عظمت واحترام کے تخیل کے باوجود اس کی تعظیم کی کوئی صورت اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ البتہ پہاڑ کی سربلندی اور رفعت نے اس کا سر اپنے سامنے جھکا دیا

اب یقظان نے اپنا خالق اور مربی دو چیزوں کو قرار دیا۔ دریا اور پہاڑ

ان دونوں کے سامنے جھکا۔ ڈنڈوت کی۔ اور ان دونوں کی پوجا کو اپنی زندگی کا اہم فرض قرار دے لیا۔ لیکن یہ ایک حقیقت تھی کہ اس کی طبیعت کو پورا اطمینان اب تک نہ ہوا۔ اور آخری اور سچے عقیدوں کی تلاش اُس کو بے چین کئے رکھتی تھی۔ اُس کے تفکر نے ایک اور قدم آگے بڑھایا۔ اور جبکہ دریا میں ایک بہت بڑے جانور کی سڑی ہوئی لاش بہی جا رہی تھی، جس کی بدبو سے اس کا دماغ پھٹنے لگا فوراً ہی اسکو خیال پیدا ہوا کہ اگر اس تمام کائنات کا پیدا کرنے والا یہی دریا ہے۔ تو اُس کی قدرت کم ازکم ایسی ناپاک چیز کو تو اپنے اندر سے نکال پھینکے۔ جس سے میرا دماغ بھی نفرت کھا رہا ہے ساتھ ساتھ یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ جب اپنی محدود جگہ سے یہ آگے نہیں بڑھ سکتا تو کائنات کی لاتعداد مخلوق کا خالق کیسے ہو سکتا ہے۔

یقظان کے ذہن میں یہ عقیدہ روز بروز قوت پکڑ رہا تھا کہ خالق وہی ہو سکتا ہے جو قادر بھی ہو اور اسی کی پرستش بھی ہونی چاہیے۔ اس عقیدہ کی ترقی کے ساتھ دریا اور پہاڑ کی عظمت اُس کے دل سے گھٹتی جا رہی تھی۔ کیونکہ ان دونوں کی بے بسی اور بے کسی وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا

یقظان جہاں چاہتا جاتا۔ وہ آواز لگاتا۔ جس کو چاہتا ملتا۔ جس کو چاہتا پیار کرتا۔ مگر پہاڑ یا دریا ان میں سے کسی پر قادر نہیں تھے۔

رفتہ رفتہ گرمیوں کا موسم آگیا۔ دریا کا پانی خشک ہونے لگا۔ اُس کے سامنے پہاڑ کی ایک خوشنما چوٹی تھی۔ وہ دفعتہً پھٹ کر گر گئی۔ اب اُن کی بے کسی کا تخیل یقظان کے ذہن میں اور زیادہ مضبوط ہو گیا۔ اور یقین ہو گیا کہ ان کو خدائی سے کوئی واسطہ نہیں۔ خالق اور معبود کوئی اور ہوگا۔

(باقی)

تبصرہ

نئی مطبوعات

ماہنامہ انصاری دنیا مرادآباد بدل اشتراک ؎ صفحات ۴۸ سائز ۲۰×۳۰

زیر ادارت جناب سہیم صاحب انصاری - مقام اشاعت محمد علی روڈ - مرادآباد

مئی سنہ ۴۹ء سے یہ ایک نیا رسالہ نکلنا شروع ہوا ہے جس کی پہلی کاپی ہمارے سامنے ہے رسالہ علمی تاریخی - ادبی مضامین کے لحاظ سے بہت اچھا ہے - رسالہ میں منظوم کلام اور افسانہ کا بھی سلسلہ ہے - لیکن رسالہ میں تین عنوان بہت زیادہ مفید اور کارآمد ہیں - تاریخ الانصار - تذکرۃ الانصار سیر البلاد - ان عنوانات کا تعلق قوم انصار کی مستند تاریخ قوم انصار کا عروج و زوال اسلامی اور انگریزی دور میں - انصاری ہند کے شہری حالات صنعتی سیاسی اور مذہبی اصلاحی سرگرمیاں وغیرہ وغیرہ سے ہے -

رسالہ ان عنوانات کے ذریعہ سے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی خدمت کرنا چاہتا ہے اور دنیائے انصار کے سامنے ایک نایاب تاریخی خزانہ پیش کرنا چاہتا ہے - ہمارے نزدیک رسالہ جس مقصد کو لیکر منظر عام پر آیا ہے وہ مفید ہے اور ترقی کریگا - ۳۰ جون تک جو حضرات خریدار بنیں گے انکے لئے رعایتی قیمت عا ہے

زہرہ مدیرہ ش اشمیم صاحبہ منشی فاضل - سائز صفحات ۴۶ ٹائٹل سادہ مگر خوشنما - چندہ عمومی عا طالبات سے عہ مقام اشاعت - سرکلر روڈ شرف بلڈنگس - جالندھر - خواتین ہند کا یہ مجلہ خواتین کے لئے ہر اعتبار سے مفید اور کارآمد ہے - رسالہ میں علمی - ادبی - اخلاقی تاریخی اصلاحی تفریحی ہر قسم کے مضامین ہوتے ہیں - مضامین کا یہ تنوع رسالہ کے لئے بہت مفید ہے - رسالہ ترقی کریگا -

روزی اور روزگار مدیر حکیم مولوی غلام محمد غوث صاحب - صفحات ۴۰ کتابت طباعت معمولی - چندہ باختلاف کاغذ عہ - ۴ہر مقام اشاعت مارکیٹ سرکل بنگلور سٹی ریاست میسور -

مضامین عموماً مختلف قسم کی صنعت و حرفت کے متعلق ہوتے ہیں - دلچسپی کے لئے غزلیات کا سلسلہ بھی ہوتا ہے - اور فی زمانہ جبکہ بیکاری بڑھ رہی ہے، اس قسم کے رسالہ کی ضرورت تھی جو ملک کے سامنے مختلف قسم کی صنعتوں اور حرفتوں کے آسان اور مفید طریقے پیش کرے - رسالہ اس مقصد کیلئے ایک حد تک مفید ہے

ایشیا لاہور مدیر ایم فتح اللہ صاحب صفحات ۷۲ - مقام اشاعت وطن بلڈنگ لاہور -

رسالہ ادبی حیثیت اور مضامین کے تنوع کے لحاظ سے اچھا ہے - رسالہ میں عمدہ اور دلچسپ تاریخی مضامین اور افسانے ہوتے ہیں - ٹائٹل پر عموماً کسی نہ کسی ایکٹرس کی تصویر ہوتی ہے - رسالہ میں موجودہ مذاق کی رعایت کیگئی ہے

دار التالیف والاشاعت مرادآباد کی مطبوعات

النور الفائز علی علم الفرائض مولفہ سیدنا حضرت
علامہ مولانا انور شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سابق شیخ
الحدیث دار العلوم دیوبند۔ علم فرائض کے اصول کے
متعلق بہترین فارسی نظم ہے جسکے یاد کر لینے پر علماء وطلبہ
کے لئے علم فرائض بالکل سہل ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ر

علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند دریا کو کوزہ
میں بھر دیا گیا ہے ہر مسلمان کے گھر میں اس کا رہنا ضروری ہے
اور حسب الارشاد حضرت مولانا اعزاز علی صاحب ہر مسجد کے امام صاحب
کو اس کا ایک حصہ حاضرین جماعت کو سنا دینا چاہیے۔
قیمت ۲ر — ۲ر کے ٹکٹ آنے پر ارسال کیا جا سکتا ہے

ایضاح الادلہ

مولفہ سیدنا شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب۔ احناف کی جانب سے اہلحدیث کے اعتراضات
کے متعلق علمی موتیوں کا بےنظیر خزانہ ہے۔ الہامی فوائد کا قیمتی ذخیرہ ہے حضرت
مؤلف کا مشہور علم وفضل مضامین کے حسن وخوبی اور استناد کے لئے اعلیٰ
ثبوت ہے۔ قیمت عمدہ کاغذ عہ۔ معمولی کاغذ عا

اربعین یعنی تصویر اسلام مولفہ حضرت
علامہ سید فخر الدین احمد صاحب
صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد۔
یہ کتاب تقریباً ڈھائی سو احادیث مقدسہ اور چالیس آیات
کریمہ پر مشتمل ہے۔ ان احادیث و آیات سے اسلام کی تمام
اخلاقی، اعتقادی اور ایمانی تعلیمات کا نقشہ عام فہم اور سلیس
پیرایہ میں کھینچ دیا گیا ہے ہر مسلمان کو اسکا مطالعہ کرنا
ضروری ہے۔ قیمت صرف ۶ر

اسلامی تعلیمات کا تبلیغی مرقع از مولانا سید
محمد میاں صاحب یہ ایک خوبصورت نقشہ ہے جو اربعین کی طرح
تمام اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہے ۱۸۶ قرآن پاک کی آیات اور
تقریباً دو سو احادیث صحیحہ کو حوالہ کتب و صفحات کے ساتھ
ایک نقشہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ دیوار پر چسپاں کر دیجئے
گویا ہر وقت واعظ آپکے سامنے رہیگا۔ بقول حضرت

اسلامی تاریخ کی پہلی کتاب عرف ہمارے پیغمبر
مع عقائد و احکام اسلام۔ مولفہ مولانا محمد میاں صاحب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت۔ کلمہ طیبہ کی تشریح اور تفسیر
اور عقائد و احکام۔ اسلام کی تعلیم کے متعلق یہ بےنظیر
کتاب ہے بچوں اور عورتوں کے لئے بہت زیادہ مفید ہے نہایت
خوبصورت جہاں چھپی ہے داخل درس کی جاتی ہے جلی قلم میں
طبع کرائی گئی ہے۔ صفحات ۹۰ قیمت ۳ر

اصلاح الرسوم مؤلفہ حکیم الامۃ مولانا اشرف علی
صاحب یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے، ہر ایک مسلمان کے
لئے اس کا مطالعہ بہت مفید اور بہت ضروری ہے
عمل و خیال کی اصلاح کے لئے بہترین کتاب ہے
بعض بعض الفاظ کے اغلاق کی شکایت تھی کتب خانہ فخریہ
نے اسکو حل لغات در حاشیہ کے ساتھ طبع کرایا ہے۔ صفحات

مینجر کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی مرادآباد

مقاصد رسالہ

الف "سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور بالخصوص اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک اور مستند حالات پیش کر کے مسلمانوں کی مذہبی سیاسی اور اقتصادی یعنی مالی صنعتی اور تجارتی اصلاح: (ب) تاریخ عالم اور اقوام دنیا کے عروج و زوال کے فلسفہ اور وجوہات پر بحث کر کے مسلمانوں میں جذبات ترقی و عروج پیدا کرنا" ✦ ✦

(ج) عربی طلبہ میں عربی زبان کا مذاق پیدا کرنا: ✦ ✦ ✦ ✦

(د) ہندوستان و حجاز میں، صحافتی رابطہ قائم کرنا" ✦

علماء کرام اور طلبہ کو مژدہ!

عربی زبان میں مضمون نگاری کی ضرورت کا احساس عرصہ سے کیا جاتا ہے: رسالہ قائد نے بنام خدا اس ضرورت کے پورا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ کم از کم دو ورق اس مقصد کے لئے خاص رہیں گے: جن میں عربی مضامین اور عربی اشعار ہوں گے حضرت علامۃ الحاج مولانا محمد اعزاز علی صاحب اور ادیب عرب حضرت مولینا عبدالحق صاحب مدنی مدیر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد اس حصہ کی خصوصیت سے سرپرستی فرمائینگے

انصاری گھٹی

بچوں کو تندرست بناتی ہے ان کے تمام امراض کا لاثانی علاج ہے۔ تمام گھٹیوں سے زیادہ مفید اور ارزاں ——!! قیمت فی شیشی صرف ۴؍
انصاری دواخانہ فیل خانہ مراد آباد

عکس ارشادات مبارکہ

سیدنا شیخ الاسلام مجاہد جلیل حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی دام ظلہم "سرپرست رسالہ قائد"

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں نے رسالہ قاید کے بعض بعض مضامین دیکھے میں بھلے ہی ہیں اسکے کارکنوں سے واقف ہوں سب کے سب ماشاء اللہ ماہرین علم و فضل اور صحیح الخیال اشخاص اور اہل کمال افراد ہیں۔ ان میں سے بہت سے حضرات نے خدمات ملیہ اور وطنیہ میں عالی ہمتی کے ساتھ بہت سی قربانیاں بھی دی ہیں مجھکو قوی امید ہے کہ قوم مسلم اور تمام ہندوستانیوں کیلیے ان حضرات اور اس رسالہ کی رہنمائی نہایت صحیح اور بہت زیادہ مفید اور کارآمد ہوگی۔ میں تمام ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی ہمت افزائی کریں اور اسکی خدمت میں بیش از بیش حصہ لیکر اپنے فرائض سے سبکدوشی حاصل کریں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالی اسکو اس کی روشنی میں توفیق عمل اور توفیق اصلاح اور قوم کی خرابیوں سے بچائے آمین۔ وباللہ التوفیق

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ
۱۶- ربیع الاول ۱۳۶۵ھ

ترسیل رقوم کا پتہ
(مولوی حکیم) انظار احمد فیل خانہ۔ مراد آباد

(مولانا سید) محمد میاں پرنٹر و پبلشر نے شاہی برقی پریس میں چھپوا کر شائع کیا

مستقل عنوانات

جن کے ماتحت مستند اور دلچسپ مضامین ہر رسالہ میں آتے رہیں گے

(۱) تعلیمات فرقان و احادیث"
(۲) ترجمہ تفسیر ابن کثیر"
(۳) سیرت مقدسہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
(۴) تاریخ عالم" ✦ ✦ ✦ ✦
(۵) سیرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین" ✦ ✦ ✦ ✦ ✦
(۶) سیرت اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین" ✦ ✦ ✦ ✦ ✦
(۷) تاریخ اسلام" ✦ ✦ ✦ ✦
(۸) فقہیات یعنی دینی مسائل کے سلسلہ میں حضرت علامۃ ابو الفضل مجد الدین عبداللہ موصلی متوفی ۶۸۳ھ کی مشہور مگر نایاب اور قلمی کتاب "المختار للفتوی مع ترجمہ و حاشیہ"
(۹) نادر اور قلمی کتابوں کی اشاعت
(۱۰) سیاسیات مسلم" ✦ ✦ ✦ ✦
(۱۱) اقتصادیات مسلم" ✦ ✦ ✦
(۱۲) سیاسیات حاضرہ" ✦ ✦
(۱۳) سیاسی روزنامچہ" ✦ ✦ ✦
(۱۴) فلسفہ ایمان" ✦ ✦ ✦ ✦
(۱۵) علمی اور اصلاحی افسانے
(۱۶) ادبیات" ✦ ✦ ✦ ✦ ✦
(۱۷) رنات العرب یعنی تازہ بتازہ عربی اشعار اور مضامین" ✦ ✦
✦ واللہ الموفق و المعین ✦

تصدیق کے لئے نمونہ طلب فرمائیے! (پتہ صاف تحریر فرمائیے)

معجون تحفہ زرخیز

جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے دماغ، اور قلب و جگر۔ جملہ اعضاء رئیسہ اور امساک و قوت باہ کے لئے بے نظیر ہے۔ مجربات اطباء کے سینہ بسینہ نسخوں کا انمول موتی ہے قیمت قسم اول ۱۲؍ خوراک ۲ ماشہ قسم دوم ۱۳؍ خوراک ۳ ماشہ
انصاری دواخانہ فیل خانہ مراد آباد

مجرزہ دار الکتابت مراد آباد